حکم یعنی حاکم ہوگا۔ لہذا جس آیت یا حدیث کو چاہے گا مانے گا۔ اور جس کو چاہے گا رد کرے گا۔ بلکہ مسلمانوں کے اس کو قرآن اور حدیث کا جس کا دوسرا نام سنت ہے محکوم مانا ہوا ہے نہ حکم۔ اور انکا یہ اعتقاد ہے۔ کہ مسیح موعود شریعت محمدیہ (قرآن حدیث) کا تابع ہوکر لوگوں پر حکم ہوگا۔ اور لوگوں پر ان امور میں جن میں وہ قرآن حدیث چھوڑ جائیں گے۔ قرآن حدیث کے موافق حکم کرے گا۔ حضرت عیسیٰ تو دوسرے نبی حضرت موسےٰ اور اُن کی کتاب توریت کی تابع تھی۔ آنحضرت کے وقت میں خود حضرت موسےٰ بھی جو متبوع تھے آتے تو وہ بھی آنحضرت کی شریعت قرآن وحدیث کے تابع ہوتے۔ لہذا مسلمانوں کی رائے اور قرار داد میں حیا اور شرم۔ اور ایمان کے برخلاف یہ بات ہے کہ مسیح موعود کو قرآن اور حدیث پر حکم تسلیم کیا جائے۔ اور اُن کے نزدیک ایمان وحیا کا لازمہ ہے۔ کہ جو مسیح موعود کی نسبت قرآن [illegible] حدیث صحیح کو موضوع کے اور قرآن حدیث پر حکم بننے کا دعوے کرے۔ اُس کو اسلام سے خارج سمجھ کر اُس کے اتباع سے بچیں۔ اور اُس کو منجملہ اُن تیس اشخاص دجالین کے سمجھیں۔ جو آنحضرت کے بعد جھوٹا دعوے نبوت کریں گے۔ نمبر ۶ جلد ۱۳ کے صفحہ ۱۷۲ میں فتویٰ علمائے پنجاب بحق مرزا ملاحظہ ہو۔

(۲) خاکسار نے تو مرزا کی دعوت بالمقابلہ تفسیر نویسی ورنستان نمائی کو انکی قدیم لاف زنی سمجھکر اور اُس لاف زنی کے مقابلہ میں اُسی پرانے جواب کو جو اس مقام میں جلد ۱۳ سے نقل کیا گیا ہے کافی خیال کرکے اعراض اختیار کیا۔ اور اپنی بعض ذاتی اور قومی ضرورتوں کیلئے شملہ پہنچا۔ مگر سید پیر مہر علیشاہ صاحب سجادہ نشین گولڑہ نے مرزا کی دعوت کو قبول کیا اور ایک جمعیت کے ساتھ لاہور میں تشریف لائے اور کئی دن تک مرزا کو بلا کر اُسکے لاہور آنیکے منتظر رہے۔ مگر مرزا نے نہ آنا تھا اور نہ آیا۔ آخر پیر صاحب میدان جیت کر وطن کو واپس تشریف لے گئے اسکی مفصل کیفیت بعنوان روئداد جلسہ اسلامیہ مطبع مصطفائی لاہور میں بارہ صفحہ میں چھپکر شایع ہوئی ہے کہ اس مقام میں ہم اُسکا خلاصہ تین صفحہ میں بیان کرتے ہیں۔ اُس روئداد میں بعد حمد وصلوٰۃ لکھا ہے:۔

73

ناظرین! ۵- جنوری ۱۸۹۹ء کو مرزا غلام احمد قادیانی ایک مقدمہ فوجداری میں زیر دفعہ ۱۰۷- ضابطہ فوجداری بعدالت صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ بہادر ضلع گورداسپور بحیثیت ملزم حاضر تھا- اخیر تاریخ فیصلہ پر اس کو ایک مفصل اقرار نامہ بوجہ بدنیت لکھنا پڑا جس کی پہلی تین شرطیں حسب ذیل تھیں۔ کہ:-

۱- وہ ایسی پیشگوئی شائع کرنے سے پرہیز کریگا جس کے یہ معنے خیال کئے جاسکیں کہ کسی شخص کو (مسلمان- ہندو- عیسائی وغیرہ) ذلت پہونچے گی- یا وہ مورد عتاب الٰہی ہوگا۔

۲- وہ خدا کے پاس ایسی اپیل (دعا) کرنے سے اجتناب کرے گا کہ وہ کسی شخص کو ذلیل کرنے یا ایسے نشان ظاہر کرنے سے کہ وہ مورد عتاب الٰہی ہے۔ یہ ظاہر کرے کہ مذہبی مباحثہ میں کون سچا اور کون جھوٹا ہے۔

۳- کسی چیز کو الہام جتا کر شائع کرنے سے مجتنب رہے گا جس کا یہ منشا ہو یا ایسا منشا رکھنے کی معقول وجہ رکھتا ہو کہ فلاں شخص ذلت اٹھائیگا یا مورد عتاب الٰہی ہوگا۔

اس اقرار نامہ کے تحریر کردینے کے بعد چند روز تک بہ تبعیت اقرار نامہ مذکور مرزا قادیانی خاموش رہا۔ مگر اس کی پیروی کرنے اور بنا اس کی خاموشی اختیار کرنے میں جیب آمدنی اور چندہ پر ایک معتد بہ اثر پڑا- اور الہامی باتوتیوں کی تیاری میں فرق آیا- اور پرانے رفیق منشی الٰہی بخش صاحب ملہم- منشی عبد الحق صاحب اکونٹنٹ حافظ محمد یوسف صاحب ضلعدار نہر ڈپٹی فتح علی شاہ صاحب اور دیگر اچھے اچھے پیرو پھر گئے- تو مرزا کو ضرورت نفس نے مجبور کیا کہ [illegible] اختیار کرے- اور [illegible] اشتہارات منارۃ المسیح [illegible] سے [illegible] مطلب براری نہ ہوئی- تو سوچ سوچ کر حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب سجادہ نشین گولڑہ شریف اور دیگر ۸۶ معزز علمائے کرام وصوفیائے عظام کو بالخصوص اور باقی تمام علماء وصوفیاء پنجاب وہند کو بالعموم مباحثہ کے لئے مقام لاہور بمقابلہ خود دعوت دی- اور ان الہامات سے کام لیا جن کے عدم شیوع کی نسبت وہ اقرار نامہ مذکورۃ الصدر میں اقرار کر چکا تھا- اور یہ چاہا کہ پیر صاحب موصوف میرے مقابلہ میں مباحثہ تقریری و تحریری (تفسیر القرآن) کریں- اور اپنے الہامہائے متعددہ سے جتایا کہ پیر صاحب ایسا مباحثہ کرنے میں بالکل ناکام رہیں گے- بلکہ یہاں تک لکھا کہ وہ اس مباحثہ کے واسطے لاہور تک بھی نہیں آئیں گے- اور اگر ایسا کرینگے تو میرا غالب ہونا متصور نہ ہوگا- چنانچہ ایک جگہ لکھتا ہے کہ..... "میں مکرر لکھتا ہوں کہ میرا غالب رہنا اس صورت میں متصور ہوگا کہ جب پیر مہر علی شاہ صاحب بجز ایک ذلیل اور قابل شرم اور رکیک عبارت اور لغو تحریر کے کچھ بھی لکھ نہ سکیں- اور ایسی تحریر کریں جس پر اہل علم تھوکیں اور نفرین کریں- کیونکہ میں نے خدا سے یہی دعا کی ہے کہ وہ ایسا ہی کرے اور میں جانتا ہوں کہ وہ ایسا ہی کریگا- اور اگر پیر مہر علی شاہ صاحب بھی اپنے تئیں مومن مستجاب الدعوات جانتے ہیں تو وہ بھی ایسی ہی دعا کریں اور یاد رہے کہ خدا تعالے ان کی دعا ہرگز قبول نہیں کریگا- کیونکہ وہ خدا تعالے کے مامور مرسل کے دشمن ہیں۔"

اس لیے آسمان پر اُن کی عزت نہیں "۔ گویہ اشتہار سخت بے ادبانہ اور ناقابل خطاب اور صریحاً خلاف شرائط مقررنامہ محررہ مذکورہ کی تھا۔ جو کہ مرزانے اس خیال پر شائع کیا تھا کہ علمائے ہندوستان وغیرہ تو مجھے فتوائے کفر دے چکے ہیں اور پیر صاحب کبھی میرے مقابلہ میں آنے کی پرواہ نہیں کرینگے۔ کیونکہ صوفیا بحث مباحثہ سے کنارہ کش رہتے ہیں۔ اور اپنا وقت ایسے جھگڑوں میں ضائع نہیں کرنا چاہتے۔ پس نہ تو مقابلہ ہوگا اور نہ بحث۔ بلکہ یوں ہی مفت کی شہرت سے میرا کام بن جائیگا۔

مگر وقت یہ واقع ہوئی کہ پیر صاحب موصوف بنظر اسکے کہ مرزا کو عوام الناس میں جھوٹی شیخی بگھارنے کا موقع نہ ملے بالمقابل اشتہار کے ذریعہ سے بوجہ ہمدردی اسلام مباحثہ کیلئے آمادہ ہو گئے۔ اور حسب الدرخواست اسکے ۲۵۔ اگست ۱۹۰۰ء تاریخ مباحثہ مقرر کی۔ چنانچہ تاریخ مذکور پر پیر صاحب لاہور تشریف لے آئے۔ مرزا کا اصلی منشاء تو صرف اپنی شہرت و تشہیر کا تھا بقول شاعر ؎ ہم طالب شہرت ہیں ہمیں ننگ سے کیا کام ✤ بدنام بھی گر ہونگے۔ تو کیا نام نہ ہوگا ✤ یہ مقصد تو اس ہتھکنڈہ سے اچھی طرح حاصل ہو چکا تھا۔ باقی رہا واقعی مقابلہ سو ہرگز خیال مرزا کو لاہور۔ دہلی۔ لدھیانہ وغیرہ مقامات کا وہ پرانا اور پُر درد نظارہ کا سماں (جس میں اس کی خفت اور بے عزتی میں کوئی دقیقہ باقی نہیں رہا تھا) دکھلاتا تھا اس لیے مرزانے لاہور تک آنا گوارا نہ کیا۔ پیر صاحب ۲۴ تاریخ سے ۲۹۔ اگست سنہ ۱۹ء تک برابر لاہور میں مقیم رہکر مرزا کی آمد کے منتظر رہے۔ اور ہر دو وقت صبح ۷ بجے سے ۱۲ بجے دوپہر۔ دو نیز ۵ بجے سے ۷ بجے شام تک مجلس عام میں پیر صاحب [illegible] انتظار کرتے رہے۔ مگر مرزا جی لاہور نہ آنے تھے پر نہ آئے۔

۲۴ تاریخ سے ۲۶۔ اگست کی شام تک انتظار کرکے جملہ سرکردگان اہل اسلام کی رائے سے تجویز ہوا کہ صبح ۲۷۔ اگست سنہ ۱۹ء کو مسجد شاہی واقع لاہور میں ایک عام جلسہ منعقد کیا جائے اور اس میں جو کارروائی من اولہ الی آخرہ دربارہ مناظرہ و مباحثہ مولانا المکرم حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب و دیگر علمائے عظام و صوفیائے کرام اور مرزا کے مابین ہوئی ہے ضبط تحریر میں لاکر پڑھی اور عوام الناس کو سنائی جائے۔ اور آئندہ کیواسطے مرزائی حرکات کے متعلق مناسب تدابیر سوچی جاویں۔ اور نیز جو صاحبان دور دراز مقامات سے تشریف لائے ہیں اُن کا شکریہ بھی ادا کیا جائے۔ باوجودیکہ یہ تجویز نہایت تنگ وقت پر سوچی گئی تھی اور رات کے آٹھ نو بجے ایک معمولی منادی کے ذریعہ سے شہر میں اطلاع دی گئی تھی۔ تاہم تقریباً آٹھ دس ہزار آدمی مسجد مذکور الصدر میں جمع ہو گئے۔ جناب پیر مہر علی شاہ صاحب و دیگر مشائخ کرام و علمائے عظام ۶½ بجے صبح کے تشریف لائے۔ اور کارروائی جلسہ شروع ہوئی:

اس کے بعد جلسہ کی کارروائی اور علماء حاضرین جلسہ کی تقریریں نقل کی ہیں۔ پھر صفحہ ۷ میں اس جلسے کا نتیجہ یا فیصلہ امور ذیل بیان کیے ہیں:۔

- 74

۱- مرزا غلام احمد قادیانی کو تحقیق حق منظور نہیں اور وہ خواہ مخواہ بزرگان دین و معززین اسلام کو اپنی شہرت کیواسطے مخاطب کرکے و دیگر اشخاص کے مصارف سے اپنی شہرت و مشہوری کرانا چاہتا ہے۔ اور یہی اسکا مقصود ہے۔

۲- اس موقع پر اُس نے حضرت پیر صاحب کو مع دیگر علماء کے خود بخود دعوت مباحثہ دیکر تکلیف دہی اور وقت پر مقابلہ میں آنے سے عمداً گریز کرکے اپنی لاف زنی سے ناحق صدہا بزرگان دین و معززین اہل اسلام کا وقت ضایع کیا۔ بلکہ کئی ایک طرح کے حرج و ہزاروں روپیہ کے مالی نقصان کا انہیں متحمل کیا۔

۳- اس کے عقاید بالکل خلاف قرآن کریم و سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم و صحابہ کرام کے ہیں۔

۴- اس کے دعوے بالکل غلط و بے بنیاد و دروغ ہیں۔

۵- وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا مخالف خود رسالت کا دعویدار ہے۔ وہ اپنے اشتہار معیار الاخیار میں یوں لکھتا ہے۔ قل یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً (ترجمہ) یعنے اے غلام احمد تو تمام لوگوں کو کہدے کہ میں تمہارے لئے رسول اللہ ہوں۔

۶- وہ قرآن مجید کی آیتوں کو اپنے پر نازل ہونا تحریر کرتا ہے۔ اور قادیان کو بیت اللہ سے نسبت دیتا ہے۔ اور مسجد قادیان کو مسجد اقصے کہتا ہے۔ اور معراج آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے منکر ہے۔

۷- وہ حضرت عیسٰے علیہ السلام روح القدس کی سخت توہین کر رہا ہے۔

۸- وہ [illegible] کر رہا ہے۔

۹- وہ اپنے من گھڑت الہاموں اور فضول دعوؤں سے ناحق دنیا کو دہوکا دے رہا ہے۔

۱۰- اُس کی اور اُسکے حواریوں کی تحریریں سخت بدتہذیب اور ناجائز الفاظوں سے لبریز ہوتی ہیں۔

۱۱- اس کی عام اسلامی مخالفت اور خلاف دینی عقاید کے باعث اسے علماء ہندوستان وغیرہ فتوے کفر دے چکے ہوئے ہیں۔

پس بلحاظ وجوہات مذکورہ بالا جلسہ حاضرین جلسہ کی اتفاق رائے سے یہ قرار پایا کہ یہ شخص مخاطب ہونے کی حیثیت نہیں رکھتا۔ اور شرمناک دروغ گوئی سے اپنی دکانداری چلانا چاہتا ہے۔ اور اس نے ہمیشہ بے اصول بحث اور ستار تفقر دعاوی سے چالبازی اور حیلہ جوئی کو اپنا شعار کر لیا ہے۔ اور شرفا کی پگڑیاں اتارنے اور بازاری مسخرانہ حرکات سے اپنی روزی کمانے کا پاکھنڈ اُس نے بنا رکھا ہے۔ اور مذہبی مباحثات میں جو آزادی ہماری عادل گورنمنٹ نے دے رکھی ہے۔ اُس کو بیجا طور پر استعمال کرکے ہندوستان کے مختلف فرقوں میں فساد اور عناد بڑھانا چاہتا ہے۔ اس لئے آیندہ کوئی اہل اسلام مرزا قادیانی یا اُس کے حواریوں کی کسی تحریر کی پروا نہ کریں۔ اور نہ اُن سے مخاطب ہوں۔ اور نہ ہی اُنہیں کچھ جواب دیں۔ کیونکہ اس کے عقاید وغیرہ بالکل خلاف اسلام ہیں۔ +

(مرزائیوں کے پیچھے نماز پڑھنے والے اس کو ضرور ملاحظہ کریں)

فتوئے جواز امامت مرید قادیانی میں ان حضرات کی دہوکھا بازی +

جون ۱۸۹۸ء میں ایک خط عبد الرحیم تار بابو ریلوے سٹیشن سرہند کا (جو اُس کے بعد سٹیشن کیسری متصل انبالہ میں متعین رہے) اس مضمون کا پہونچا کہ آپ جنیں وچناں منصب و درجہ کے عالم ہیں۔ اسلئے آپ کی خدمت میں **دو فتوے** بھیجتا ہوں اُن پر اپنے دستخط و مُہر ثبت فرماکر ان فتوؤں کو واپس فرماویں۔ اِن میں سے **ایک سوال** کا یہ مضمون تھا کہ جو شخص خلاف سنت عمل نہیں کرتا۔ قرآن اور حدیث کے موافق عمل کرتا ہے۔ اور مرزا صاحب قادیانی سے بیعت ہے اُس کو نماز کے لئے پیش امام بنانا جائز ہے یا نہیں ؟

اس کا جواب میرے عزیز سید عبد الحفیظ مولوی مقیم دہلی کے قلم کا لکھا ہوا یہ درج تھا۔ کہ جس کا عمل موافق کتاب و سنت کے ہے وہ لایق امامت ہے۔ صرف قادیانی کے مرید ہو جانے سے حکم فسق و فجور کا اسپر نہیں ہو سکتا۔ جب تک عقاید باطلہ پر مرزا کے نہ چلے۔ اِس جواب پر حضرت شیخنا و شیخ الکل اور ان کے دو نو نبیرہ صاحب زادوں کی مُہر ثبت تھی۔

دوسرے فتوئے کے سوال کا مضمون یہ تھا کہ جو شخص قرآن اور حدیث کے موافق عمل کرتا ہے۔ اور مرزا صاحب قادیانی سے بیعت ہے۔ اس سے نکاح خوانی کرانا جائز ہے یا نہیں ؟

اِس کا جواب بھی عزیز عبد الحفیظ کی قلم کا لکھا ہوا یہ درج تھا کہ ہاں جائز ہے۔ منع پر اسکے کوئی وجہ پائی نہیں گئی۔ اسپر بھی حضرت شیخنا و شیخ الکل اور آپ کے دو نو صاحبزادوں کے

- 75

دستخط ثبت تھے۔

اِس سوال کا دوسرا جواب جناب مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کی قلم کا لکھا ہوا

یہ درج تھا کہ ایسے شخص کا نکاح پڑہا ہوا درست ہے اگر جملہ شرائط موجود ہوں۔ کیونکہ نکاح خوان کا مسلمان یا صالح ہونا بھی شرط نہیں اس جواب پر مولوی عزیز الرحمن مولوی محمود علی صاحبوں وغیرہ علماء دیوبند کے دستخط ثبت تھے۔

اِن دونو سوالونکا ایک اور جواب مولوی عبد العزیز صاحب بن مولانا علاؤ الدین صاحب مرحوم متوطن کوم ضلع لودھیانہ مقیم پٹیالہ کیطرف سے یہ درج کیا گیا تھا کہ جو شخص خلاف مذہب اسلام کوئی حرکت نہیں کرتا اور قرآن حدیث کے موافق عمل کرتا ہے اُسکے پیچھے نماز میں اقتدا کرنا یا اس سے نکاح خوانی کرانا جائز ہے۔ مرزا صاحب سے بیعت ہونا نکاح خوانی یا امام بنانے سے مانع نہیں ہے۔

اِس جواب پر اور جن نام کو مولویوں مدرسین انگریزی ہند کالج کے دستخط ثبت تھے انہیں سے مسلمان سنی ایک بھی نہیں ہو سب کے سب مرزائی مرزا قادیانی کے مرید یا معتقد تھے۔ اور پٹیالہ کے مشہور و معروف مفتی مولوی محمد اسحاق صاحب کے دستخط اسپر نہ تھے۔

اِن فتوؤنکو پڑھکر خاکسار کو سخت تعجب پیدا ہوا کہ میری عزیز مفتی اوّل اور دیگر حضرات کبار اہل تصدیق و افتاء نے صرف بیان سایل اور سوال کے الفاظ پر جواز کا فتوی لگا دیا۔ اور اِس سوال کے موقعہ و محل و نتیجہ کی طرف توجہ کو منعطف نفرمایا پھر خاکسار نے اِن سوالات کے محل و موقعہ و نتیجہ کو پیش نظر رکھکر اُنکا صحیح جواب تحریر کرکے اُن ہی حضرات (حضرت شیخنا و شیخ الکل اور مولانا رشید احمد صاحب اور بواسطہ اُنکے علماء دیوبند اور بواسطہ حاجی گل محمد صاحب ساکن پٹیالہ مولوی عبد العزیز صاحب و مولوی محمد اسحٰق صاحب ساکنان پٹیالہ) کی خدمات میں ارسال کیا۔ اور اُن حضرات اور علماء لاہور۔ امرتسر۔ وغیرہ کے پاس بھی بھیجدیا تو خدا کے فضل و توفیق سے ازانجملہ مولوی عبد العزیز صاحب مقیم پٹیالہ نے تو اِس جواب سے (جو اُن دہوکہ باز مرزائیوں نے میرے پاس بھیجوایا تھا) صاف انکار کیا۔ اور اُسکو اُن ہی حضرات نائبین قادیانی کی جعل سازی قرار دیا چنانچہ حاجی گل محمد صاحب اپنے خط ۸ستمبر ۱۸۹۸ء میں لکھتے ہیں "جناب مخدوم

مکرم مولوی محمد حسین صاحب - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - بجواب سامی نامہ مکلف خدمت ہوں کہ جناب کا خط مولوی عبدالعزیز صاحب کو بجنسہ رحیم بخش گھڑ بیساز کی دُکان پر ملاحظہ کرایا گیا - بجواب اُسکے انہوں نے فرمایا کہ نکاح خوانی کے فتوے کی مجھکو کچھ خبر نہیں وہ فتوے میرے پاس آیا اور نہ میں نے اُسپر مُہر کی الخ نیازمند گل محمد ۱ ستمبر ۱۸۹۸ء -

اور باقی حضرات نے کمال فراخ دلی اور بلند حوصلگی سے اپنے اُن فتوؤں سے رجوع کیا - اور سلف اُمۃ اکابر ائمہ کی اس سنت قدیمہ پر کہ انہوں نے بعض مسائل میں اپنے اقوال سے رجوع فرما کر اپنے شاگردوں کے اقوال کو اختیار وپسند فرمایا تھا عمل کر کے دکھایا - اور دوسرے علماء نے جن کے پاس یہ فتوے پہونچا اُس کو تصدیق فرمایا -

ذیل میں اپنے اس فتوے اور اُن سوالات کے صحیح جواب اور اُن حضرات کی تصدیق وتائیدات کو نقل کیا جاتا ہے - اسکے بعد ان سوالات کے محل موقعہ اور اس فتوے کے نتیجہ سے ناظرین کو مطلع کیا جائیگا - انشاء اللہ تعالے -

سوال اوّل - کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ جو شخص خلاف سنت عمل نہیں کرتا قرآن اور حدیث کے موافق عمل کرتا ہے - اور مرزا صاحب قادیانی سے اس کی بیعت ہے - اسکو نماز کے لئے پیش امام بنانا شرع شریف میں جائز ہے یا نہیں ؟

سوال دوم - ایسے شخص سے نکاح خوانی کرانا جائز ہے یا نہیں - ؟

الجواب

راقم سراج الدین از خانپور -

مرزا غلام احمد قادیانی کے عقائد باطلہ کفریہ وبدعیہ جو اُسکی کتابوں اور اشتہاروں میں درج ہیں جو غالباً اُسکے ہر ایک مرید کے پاس موجود ہیں - اور اُن ہی اعتقادات کی وہ اپنے مریدوں کو تلقین کرتا ہے - از انجملہ چند اعتقادات اُسکی کتابوں سے بطور تمثیل نقل کئے جاتے ہیں -

(۱) حضرت مسیح بن مریم فوت ہوچکے ہیں - لہذا آنیوالا اور موعود مسیح یہی مرزا قادیانی ہے (یہ عقیدہ اُسکی اکثر کتابوں - فتح اسلام - توضیح مرام - ازالہ اوہام - وغیرہ میں درج ہے -

(۲) یہی امام مہدی ہے جس کے آنے کی حدیثوں میں خبر ہے (ازالہ اوہام صفحہ ۵۶۸ - حجۃ اللہ صفحہ ۲۹ - سر الخلافہ صفحہ ۳۹ و ۵۲ -)

(۳) یہی وہ رسول احمد ہے جس کی بشارت قرآن مجید میں سورہ صف میں حضرت عیسے علیہ السلام سے اس قول میں منقول ہے ومبشرا برسول یأتی من بعدی اسمہ احمد اور رسالت ہنوز ختم نہیں ہوئی - (ازالہ اوہام صفحہ ۶۷۳) وغیرہ -

(۴) حضرت عیسےٰ بن مریم کے وہ معجزات جو قرآن مجید میں مذکور ہیں کہ وہ مُردہ کو زندہ کرتے مٹی سے پرند بناتے - کوڑہی اور اندہے کو اچھا کرتے - وہ سب از قسم شعبدہ بازی و عمل مسمریزم تھی قادیانی اس عمل کو مکروہ و قابل نفرت نہ جانتا تو ان کاموں میں ابن مریم سے کم نہ رہتا (ازالہ اوہام صفحہ ۳۰۲ و ۳۰۵ و ۳۰۹)

(۵) "(۱) دجال سے (جس کی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور پہلے نبیوں نے خبر دی) مراد پادری لوگ ہیں - (۲) خر دجال سے ریل گاڑی مراد ہے - جس پر وہ خود بھی سوار ہوا کرتا ہے (۳) دابۃ الارض سے علماء وقت مراد ہیں - یاجوج ماجوج سے انگریز اور روس مراد ہیں - ان حقائق کی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خبر نہ تھی - جو قادیانی کو ہوئی - (ازالہ اوہام صفحہ ۱۶۹) وغیرہ -

(۶) حضرت مسیح ابن مریم کو زندہ سمجھنا اور ان کے آنے کا منتظر رہنا مشرکوں کا اعتقاد ہے - وغیرہ وغیرہ (اشتہار ۲۰ مئی ۱۸۹۱ء)

(۷) دوزخ و بہشت اور ان کے آلام و نعیم کا خارجی و جسمانی وجود نہیں ہے - بلکہ صرف ظلی و مثالی وجود ہے - جو انسان کی روحانی حالتوں کے اظلال و آثار ہونگے -

(دیکھو لکچر[†] مرزا قادیانی رپورٹ جلسہ اعظم مذاہب کے صفحہ ۱۸۲ میں اور اخبار مخبر دکن ۲۵ مارچ ۱۸۹۷ء کے صفحہ ۲۸ میں

[†] اصل عبارت مرزا قادیانی یہ ہے "اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ قرآن شریف کے رو سے دوزخ اور بہشت دونوں اصل میں انسان کی زندگی کے اظلال و آثار ہیں - وہ کوئی ایسی نئی جسمانی چیز نہیں ہے جو دوسری جگہ سے آوے - یہ سچ ہے کہ وہ دونو جسمانی طور سے متمثل ہونگے - مگر وہ اصل روحانی حالتوں کے اظلال و آثار ہوں گے

اِن عقائد کی نظر سے علمار پنجاب وہندوستان نے مرزا قادیانی کی حق میں یہ فتوے لگایا ہی (جو رسالہ اشاعۃ السنہ نمبر ۲ جلد ۱۳ میں چھپکر شائع ہوا ہے) کہ یہ شخص اُن عقاید و خیالات کے سبب اسلام سے خارج ہے۔ اور مبتدع و گمراہ ہے۔ مسلمان اس سے احتراز اختیار کریں۔ نہ اسکو سلام کریں نہ دعوت مسنون میں بلائیں۔ اور نہ اُسکے پیچھے نماز میں اقتدار کریں۔ اور اگر اِن ہی عقاید پر مر جائے تو اُسکا جنازہ نہ پڑہیں۔

اس فتوے کے رو سے جو شخص اُن اعتقادات قادیانی کو جانکر اور سنکر اُسکو ولی اور بزرگ خیال کرے اور اس اعتقاد کے ساتھ اسکی بیعت و مریدی اختیار کرے وہ بھی قادیانی کی مثل گمراہ و مبتدع ہے مسلمان کو جائز نہیں کہ ایسے شخص کو نماز میں پیش امام بنائیں۔ یا اپنی مجلس نکاح میں اُس کو نکاح خوان بنا کر جگہ دیں۔ اور اس کی عزت کریں۔ جو مسلمان ایسا کرے گا وہ بحکم احادیث ذیل مورد لعنت ہوگا۔ اسلام کا ڈہانے والا۔ صحیح بخاری میں ہے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احدث حدثا او اوی محدثا فعلیہ لعنۃ اللہ والملئکۃ والناس اجمعین لا یقبل منہ صرف ولا عدل یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بدعت نکالے یا بدعتی کو جگہ دے۔ اُسپر خدا کی اور فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے نہ اس کے فرض قبول ہوں گے نہ نفل۔ اور بیہقی سے مشکوۃ میں روایت ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من وقر صاحب بدعۃ فقد اعان علی ھدم الاسلام یعنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اہل بدعت کی توقیر کی اُس نے اُس کو اسلام کے ڈہانے میں مدد دی۔

اس مرید قادیانی کی نسبت جو سوال میں کہا گیا ہے کہ وہ قرآن اور حدیث کیموافق عمل

[illegible] (۱۳۷): ہم لوگ ایسے بہشت کے قایل نہیں ہیں جو صرف زمین میں جسمانی طور پر درخت لگائے گئے ہوں۔ اور نہ ایسے دوزخ کے قائل ہیں جس میں درحقیقت گندہک کے پتھر ہیں۔ بلکہ اسلامی عقیدہ کے موافق بہشت و دوزخ انہیں اعمال کے انعکاسات ہیں جو دنیا میں انسان کرتا ہے۔

کرتا ہو اور اُسکا خلاف نہیں کرتا یہ محض غلط ہو - اور اس سی مجیب و مفتی کو مغالطہ دینا مقصود وسائل معلوم ہوتا ہے، وہ اس سے بڑہ کر خلاف قرآن اور حدیث کا کیا کریگا کہ اُسنے ایک ایسے سخت گمراہ کی بیعت کی اور ان عقائد باطلہ کفریہ بدعیہ کی ساتھ اُسکو بزرگ اور ولی جانا - اگر وہ عقائد مذکور قادیانی کو گمراہی و بدعت جانتا ہی تو پھر وہ اس گمراہ کا مرید کیوں ہوا - اور اگر وہ ان عقائد قادیانی سی بیخبری کی وجہ سے اُسکی دام بیعت میں پھنس گیا ہی تو اب وہ اُس بیعت کو فسخ کیوں نہیں کرتا - اور اُسکو خیرباد کیوں نہیں کہتا - اور اگر وہ بھی اُن عقائد قادیانی کا معتقد ہے اور اُن عقائد کو برحق جانتا ہے - تو ان عقائد کیسبب سے اسکا کوئی عمل نماز روزہ وغیرہ (گو بظاہر قرآن اور حدیث کیموافق نظر آتا ہو -) مقبول نہیں ہے بحکم احادیث مذکورہ دیگر احادیث کثیرہ کہ از انجملہ ایک یہ حدیث بخاری و مسلم میں ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھو رد یعنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی دین میں ایسی نئی بات نکالے جو اُسمیں سے نہو وہ اسی کیطرف پھیری جائیگی - یعنے قبول نہوگی -

و از انجملہ حدیث صحیح بخاری ہو جو خوارج اہل بدعت کے حق میں وارد ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخرج فی ھذہ الامۃ قوم تحقرون صلوتکم مع صلوتہم یقرؤن القرآن لا یجاوز حلوقھم او حناجرھم یمرقون من الدین کمروق السہم من الرمیۃ یعنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - اس امت میں ایسے لوگ نکلیں گے جن کے مقابلہ میں تم اپنی نمازوں کو تھوڑا سمجھو گے - یعنے اُن کی نمازیں بظاہر تمہاری نمازوں سے زیادہ ہونگی - وہ قرآن پڑہیں گے جو اُن کے حلق سے متجاوز نہ ہوگا یعنی محل قبولیت کو نہ پہونچے گا - وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے - اس قسم کی احادیث اور بہت ہیں جنسے ثابت ہو کہ کوئی عمل نماز پڑھنا تلاوت کرنا وغیرہ مقبول نہیں - جبتک اعتقاد بدعت سے پاک نہو - لہذا مسلمانوں کو جائز نہیں کہ ایسے گمراہ کو امام بنائیں - یا اُس کو نکاح کی مجلس میں بلا کر عزت دیں - اور اس سے نکاح خوانی کرائیں - بالجملہ قادیانی کے مرید

رہنا اور مسلمانوں کا امام بننا و و نو باہم ضدیں ہیں - یہ جمع نہیں ہو سکتیں -

راقم ابو سعید محمّد حسین عفے عنہ

الجواب صحیح اور جو جواب پہلے یہاں عبد الحفیظ کی قلم سے لکھا گیا ہے وہ صحیح نہیں ہے - فقط

راقم محمّد نذیر حسین -

یہ جواب صحیح ہے جس کے یہ عقائد ہیں اُس کو اور اُسکے اتباع کو امام بنانا اور اُن سے نکاح پڑہوانا حرام ہے - اگرچہ انعقاد نکاح ہو جاتا ہے - کیونکہ اس میں اُن کی توقیر ہے اور توقیر ایسے بدعتیوں کی حرام ہے اور قبل اسکے جو بندہ نے فتوائے جواز نکاح کا دیا ہے اُس سے مراد صحت نکاح ہے مگر قاضی بنانا اُسکا ہرگز جائز نہیں پہلے فتوے میں اِس امر سے ذہول رہا - صرف اس کا جواب دیا گیا کہ نکاح درست ہو جاویگا - فقط واللہ اعلم -

بندہ رشید احمد عفی عنہ

واقعی اگر وہ مرید قادیانی کا عقائد باطلہ میں شریک قادیانی کا ہے - اور عقیدہ اس کا مثل عقیدہ قادیانی ہے تو امام بنانا اس کا حرام ہے - اور اس سے نکاح خوانی کرانا حرام ہے اور اس مرید کا بیعت قادیانی کو فسخ نہ کرنا دلیل استحسان عقائد قادیانی ہے - اِس صورت میں وہ مثل قادیانی ہے - اور امام بنانا اُسکا روا نہیں - اور نکاح اُسکا پڑہا ہوا اگرچہ منعقد ہو جاتا ہے لیکن اُسکو نکاح خوان بنانا جس میں اُسکی تعظیم پائی جاتی ہے درست نہیں - فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ عزیز الرحمن عفے عنہ دیوبندی

(مہر) و توکل علی العزیز الرحیم

الجواب صحیح

محمد منفعت علی مدرس مدرسہ عربیہ دیوبند

الجواب صحیح

بندہ محمد محمود عفی اللہ عنہ

الجواب صحیح والمجیب نجیح

عبد الجبار غزنوی عفی عنہ

الجواب صحیح

ابو محمد زبیر غلام رسول الحنفی القاسمی عفی عنہ

جو شخص ثابت ہو کہ واقعی وہ قادیانی کا مرید ہے - بلا کسی شرط اور حیثیت کے اُسکو امام بنایا اُس سے نکاح خوانی کرانا یا اُس سے رشتہ مناکحت کا رکھنا ناجائز ہے -

ابو عبید احمد اللہ عفی عنہ امرتسری

یہ جواب جو علمائے عظام نے لکھا ہے بالکل ٹھیک اور بہت درست ہے - اور جسکی نسبت لکھا گیا ہے کہ عامل قرآن و حدیث ہے اور مرزا کا مرید ہے غلط ہے - جو مرزا کے مرید ہیں سب قرآن و حدیث کے مخالف ہیں - ایسے خبیث کی امامت جائز نہیں ہے -

راقم العائذ باللہ المستعان محمد علی واعظ عفا عنہ الرحمٰن

الجواب - مولوی رشید احمد صاحب کے جواب سے میں متفق ہوں اور قبل ازیں اسکے قریب قریب ایک مستقل فتوے لکھ چکا ہوں - محمد اسحاق عفی عنہ مفتی پٹیالہ

ایں جواب صحیح است و حق صاف و صریح است -

محمد یار عفی عنہ امام مسجد طلائی لاہور

الجواب صحیح

غلام احمد مدرس اوّل مدرسہ نعمانیہ لاہور

الجواب صحیح

عبد اللہ مدرس ثانی مدرسہ نعمانیہ لاہور

اقوال اور عقائد مندرجہ جواب محولہ کتب مرزا قادیانی برخلاف عقائد اسلام ہیں -

غلام محمد البگوی امام مسجد شاہی لاہور

زندہ رہا تو ان افعال کی تشریح ہوگی انشاء اللہ تعالے - معذرۃ الی ربکم ولعلہم یتقون -

مسجد چینیاں والی لاہور میں قیامت کی ایک علامت

اور اس مسجد میں

حدیث نبوی کی توہین اور اہل حدیث کی اہانت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفٰی وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفٰی

امّا بعد۔ صحیح بخاری میں ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کسی نے وقت قیامت کی بابت سوال کیا تو آپ نے فرمایا اذا وسد الامر الی غیر اهله فانتظر السّاعة یعنے جب کوئی کام ایسے شخص کی سپرد ہو جو اس کا اہل (لائق) نہ ہو تو تو قیامت کا منتظر رہ۔

اس حدیث کا مورد و مصداق اس وقت مسجد چینیاں والی لاہور میں (جو ایک زمانے تک اہل حدیث کا مأمن و مأوی تھا) ایک شخص غلام نبی نامی ساکن چکڑالہ ضلع بنوں ہے جو اپنے آپ کو مولوی عبداللہ کے نام سے مشہور کرتا ہے۔ اور درحقیقت وہ اسلامی علوم قرآن و حدیث فقہ و اصول و تفسیر وغیرہ۔ اور ان کے خوادم و توابع علوم صرف و نحو و معانی و بیان وغیرہ میں پوری مداخلت نہیں رکھتا۔ اور وہ چند روز سے مسجد چینیاں والی لاہور میں مقیم ہو کر واعظ و مفتی و مقتدا و پیشوا بن رہا ہے۔

اس کا دعوے یہ ہے کہ مطالب و معانی قرآن جو اُس کی سمجھ میں آئے ہیں۔ وہ نہ

صحابہ کو سوجھے تھے۔ نہ تابعین کو نہ مجتہدین کو نہ مفسرین و محدثین۔ اور تمام سلف صالحین کو۔ اور اُس کا مشن یہ ہے کہ لوگوں کو پیروی حدیث نبی امین و سلف صالحین۔ و ائمہ مجتہدین۔ مفسرین۔ و محدثین سے ہٹاوے اور اپنا پیرو بناوے۔

اس مشن کو پورا کرنے کے لئے پہلا اُسنے ایک رسالہ جس کا نام البیان الصریح لاثبات کراہتہ التراویح ہے۔ تالیف و شایع کیا۔ اور اُس میں نماز تراویح کو گمراہی۔ اور اُس کے ادا کرنے والوں صحابہ وغیرہ کو بدعتی و گمراہ و منافق قرار دیا +

پھر ایک جلد تفسیر القرآن شایع کی۔ اور اُس میں بہت مسائل میں سلف صالحین صحابہ و تابعین و جمہور مسلمانوں کا خلاف کیا۔ اور احادیث صحیحہ کو رد کیا۔ اس کی ان تصانیف نے عام مسلمانوں میں فروغ نہ پایا۔ اور ان کی طبع و اشاعت میں جو صدہا روپیہ اس کے پیروان کا خرچ ہو چکا تھا۔ اُس کا عشر عشیر بھی ہاتھ میں نہ آیا تو اُس نے مسجد چینیاں والی کے بعض سادہ لوحوں کو اپنے سے منفعل پاکر اُس مسجد میں ڈیرہ جمایا۔ اور اُس میں بذریعہ وعظ و تقریر مسایل ذیل کی اشاعت شروع کیا:۔

(۱) قرآن مجید میں کوئی آیت منسوخ نہیں ہے۔

(۲) احکام توریت و انجیل سے بھی کوئی حکم منسوخ نہیں ہوا۔

(۳) مُردہ کو مالی صدقہ کھانا وغیرہ کا ثواب بھی نہیں پہونچتا۔

(۴) شفاعت انبیاء حق نہیں ہے۔

(۵) عرش مخلوق نہیں۔ بلکہ قدیم ہے۔

(۶) حضرت آدم علیہ السلام آسمانی بہشت سے نہیں اُتارے گئے۔ بلکہ زمین کے ایک باغ سے نکالے گئے۔

(۷) انبیاء سے بھی فعل شیطانی سرزد ہوتے ہیں۔ جن کی تعداد اٹھارہ تک پہنچتی ہے۔

(۸) انحضرت کو معراج میں پانچ نماز پڑھنے کا حکم ملا تھا۔ آپ نے غلطی سے انکو پچاس سمجھا۔ اور بار بار خدا تعالیٰ سے تخفیف کا سوال کیا۔

(۹) قرآن مجید میں سب احکام شرعیہ مفصل و مشرح موجود ہیں۔ حدیث ہی کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اور اگر کوئی ایسی حدیث پائی جاوے جس میں قرآن کے علاوہ یا اس سے زاید کوئی بات ہو تو وہ لائق اعتبار نہیں۔ رسول کا منصب صرف اتنا ہے کہ جتنا مذکوری یا چٹھی رسان کا۔ جو پروانہ یا چٹھی پہنچا دیتا ہے۔ یہ منصب اور حق رسول کا نہیں کہ وہ تبلیغ قرآن کے علاوہ حدیث سے کوئی تشریح یا تفصیل قرآن کرے۔

(۱۰) احادیث صحیح مسلم لایق اعتبار نہیں۔ اور احادیث صحیح بخاری بھی ایسی ہی قابل اعتبار نہیں۔ ہم (خود بدولت چکڑالوی صاحب بہادر) جو احادیث صحیح بخاری سے استدلال کیا کرتے ہیں تو کتوں کے آگے ہڈی ڈالتے ہیں یعنے جو اہل حدیث صحیح بخاری صحیح [illegible] وہ ہن سگ بلقمہ دوختہ بہ

(۱۱) ہمارے (خود بدولت چکڑالوی صاحب بہادر) نزدیک تو صحاح و غیر کتب احادیث سب جلا دیئے کے قابل ہیں (۱۲) سفر میں نماز دو گانہ پڑھنا ناجائز ہے (۱۳) مردوں کے لئے ریشم و سونا پہننے کو حرام کہنا خدا پر افترا ہے (۱۴) نماز تراویح پڑھنا ضلالت ہے۔ اور ان تینوں مسائل میں جو احادیث بخاری مسلم میں وارد ہیں وہ سب موضوع مفتری ہیں +

اس کے اس قسم کے مقالات کفریہ مولوی عبد الجبار صاحب غزنوی خلف الرشید مولانا و شیخنا حضرت عبد اللہ صاحب غزنوی کو پہونچے تو انہوں نے ایک تحریر میں عام مسلمانوں کو ان مقالات سے ڈرایا۔ اور متنبہ کیا تو اس نے ان کے جواب میں ایک اشتہار موسوم بنا یئد القرآن شایع و مشتہر کیا۔ جس میں خوب دل کھول کر حدیث کی اور انحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اہانت کی۔

ذیل میں اس اشتہار کے چند فقرات بعینہا الفاظ چکڑالوی سے نقل کئے جاتے ہیں:۔

(۱) ہمارا (چکڑالوی کا) یہ دعوے ہے کہ کل احکام شرعیہ قرآن مجید میں

عہ مقولہ نمبر ۱۰-۱۱- تو اب اسنے برملا کہنے شروع کئے ہیں۔ اس سے پیشتر وہ اگرچہ صحیح مسلم کو لائق اعتبار نہ جانتا تھا۔ مگر صحیح بخاری کو

مفصل و مشرح طور پر موجود ہیں ۔

(۲) یہ جو ہمارا (چکڑالوی کا) دعوے ہے کہ جو حکم قرآن مجید میں نہیں ہے اگرچہ فرضاً حدیث متواتر میں ہو وہ لایق قبول نہیں ہے ۔ یہ دعوے بھی عین آیات قرآن مجید کا ترجمہ ہے ۔

(۳) ہمارا (چکڑالوی کا) ایمان و اعتقاد ہے کہ حدیث صحیح ایک بھی ایسی نہیں جس میں ذرہ بھر بھی کوئی بات قرآن مجید سے علاوہ یا زاید موجود ہو ۔ بلکہ کل احادیث صحیحہ قرآن کریم کا ہی ترجمہ و تشریح ہوتی ہیں ۔

(۴) پیغمبر صاحب کی زندگی میں ۔ قریباً گیارہ ایسے واقعات پیش آئے ۔ کہ جن میں پیغمبر صاحب نے کوئی کام کرنا چاہا ۔ یا کوئی بات کہی تو حضرت عمرؓ نے اُس کو منشاء قرآن کے برخلاف سمجھ کر بر ملا پیغمبر صاحب کو روک دیا ۔ پھر واقعہ جنازہ عبداللہ بن ابی نقل کر کے اُس کے ترجمہ و تشریح میں تخالف و تفر[illegible] کر کے اس [illegible] کفر کا بھرا ہوا یہ نتیجہ نکالا ۔ اور کہا کہ اس واقعہ کو پڑھ کر مسلمانوں کو عبرت حاصل کرنی چاہیئے پیغمبر صاحب ایک شخص کا جنازہ پڑھنے جاتے ہیں ۔ اور حضرت عمر اُس کو حکم قرآن مجید کے خلاف سمجھ کر ایسے جوش میں آئے ہیں کہ ادب وغیرہ کو بالائے طاق رکھ کر آپ کا پکڑ لیتے ہیں پیغمبر صاحب اس پر آیت قرآن اپنی تائید میں پیش کرتے ہیں ۔ لیکن آپ نے جو معنے اس آیت کے سمجھے ہیں ۔ عمرؓ اُن کو صحیح نہیں سمجھتے نعوذ باللہ من ھذا الکفر والافتراء کَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ إِنْ يَقُولُونَ إِلَّا كَذِبًا ۔ اس اشتہار کی اشاعت سے جُہلاء جماعت اہل حدیث میں جو مسجد چینیانوالی میں آتے جاتے ۔ اور چکڑالوی کا وعظ سُنتے یہ خیال پیدا ہو گیا کہ قرآن بذات خود مفصل و مشرح ہے ۔ حدیث نبوی کی کوئی ضرورت و حاجت نہیں ۔ اور یہ خیال پک گیا کہ اس وقت تک جو ہم لوگ اہل حدیث کہلاتے رہے اُس میں دھوکا کھاتے اور

بھولے رہے ۔ +

میں چکڑالوی کے علم و دیانت سے بخوبی آگاہ تھا ۔ اِس لئے اس کو مخاطب صحیح نہ سمجھتا ۔ اور اس کو اپنی تحریر یا تقریر میں مخاطب کرنا موجب عار و ننگ خیال کرتا تھا ۔ اور نیز اس کے اِس قسم کے کھُلے کھُلے کفریات کو اس لائق نہ جانتا تھا ۔ کہ اُن سے کوئی اہل علم تعرض کرے اور اُن کے کفر ہونے کا ثبوت دیا جائے گر چونکہ ان مزخرفات کا اثر بعض نادان و بے علم اشخاص اہل حدیث پر (جن میں بعض اشخاص کسی زمانے میں میری مجلس وعظ و درس میں آتے ۔ اور مجھ سے محبت و اعتقاد کا دعوے کرتے) ہونے لگا ۔ تو مجھے اُن کے حال پر رحم آگیا ۔ لہذا میں نے بحکم ؎

اگر بینم کہ نابینا و چاہ است + اگر خاموش بنشینم گناہ است

اُس ننگ و عار کو اپنے لئے گوارا کر کے اُن لوگوں کی ہدایت کے خیال سے اُس اشتہار کے متعلق چند سوالات لکھوا کر ایک مجلس میں پیش کئے جن کے جوابات چکڑالوی نے اس مجلس کے تمام وقت میں لکھوائے پھر دوسرے دن وہ عام مجلس میں پڑھ کر دوبارہ سنائے گئے ۔ اُسی دن میں نے اُن جوابات کے متعلق اپنے چند ریمارک جن کو میں نوٹ کر کے لیگیا تھا پڑھ کر سنانے چاہے ۔ مگر پیروان چکڑالوی نے میرے جوابات نہ سنے ۔ اور مجلس سے اُٹھ کر چلے گئے ۔ اُن کے چلے جانے کے بعد وہ جوابات اُس مجلس میں سنائے گئے تو جملہ حاضرین نے پسند کئے ۔ دوسرے یا تیسرے دن میں اپنی خداداد زمین کی طرف برداشت آمدنی فصل خریف ۱۹۰۱ء کے لئے چلا گیا ۔ جہاں مجھے برداشت آمد فصل ربیع ۱۹۰۲ء تک ٹھہرنا پڑا ۔ میرے چلے جانے کے بعد پیروان چکڑالوی نے اسکے جواب کو چھپوا دیا ۔ اور میرا جواب الجواب (جس کا کچھ حصہ صاف شدہ بعض احبابکو میں دے گیا ۔ اور یہ کہہ گیا تھا کہ اس حصے کو کاپی کرا کے میرے پاس بھیجدینگے تو باقی حصہ میں وہاں سے صاف کر کے ارسال کرونگا ۔ بلکہ تھوڑے عرصے کے بعد میں نے باقی

کا

حصّہ جواب الجواب بھی صاف کرا کے اُن کے پاس بھیج دیا تھا۔) اُن احباب کی سُستی یا کمزوری کی وجہ سے شایع نہ ہوا۔ یہ امر چکڑالوی کے دام افتادہ جہلا اہل حدیث کے زیادہ گمراہ ہوجانے اور ٹھوکر پر ٹھوکر کھانے کا باعث ہوگیا۔ ۲۴۔جون کو میں اس زمین سے واپس آکر لاہور پہونچا۔ اور اُن کا تباہ حال میرے دیکھنے میں آیا۔ تو مجھے یہ مشفقانہ خیال آیا کہ میں اس جواب الجواب کو شایع کروں۔ اور اُن دام افتادہ نادانوں کی مخلصی کی ایک سبیل نکالوں۔ اِس خیال سے میں اس جواب الجواب کو شایع کرتا ہوں۔ اور اللہ تعالےٰ سے امید رکھتا ہوں کہ بہت لوگوں کو جو اس جواب کو بغور پڑھیں گے۔ یا کسی سے پڑھوا کر سنیں گے ہدایت ہوگی۔ اور مجھے اس کا اجر ملیگا۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔ پس میں اپنے ایک ایک سوال کو نقل کروں گا۔ پھر جوابات چکڑالوی کو ایک ایک کر کے معرض نقل میں لاؤنگا۔ پھر اپنے جواب الجواب سے ہر ایک جواب کا جواب نقل کرونگا۔ وباللہ التوفیق وھو خیر رفیق +

سوال منجانب خاکسار

(۱) تمام احکام شرعیہ کے قرآن شریف میں مفصل اور مشرح طور پر موجود ہونے سے آپ کی کیا مراد ہے۔؟

تشریحی و ضمنی سوالات

(ا) کیا قرآن شریف میں ایسے بھی احکام ہیں یا نہیں جن کو اگر پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم ہمیں نہ سمجھاتے تو وہ ہماری سمجھ میں نہ آتے؟

(ب) کیا قرآن شریف میں ایسے بھی احکام ہیں جن کا ذکر قرآن شریف میں تو مجمل ہوا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس کی تفصیل اور کھول کر دی ہو۔ اپنے قول

یا فعل سے۔؟

(ج) اگر ایسے ہیں اور تفصیل اور کھول بھی ہوئی ہے تو کیا یہ کھول۔ اور تفصیل بذریعہ وحی یا الہام ہے یا بذریعہ عقل دماغی ہے؟

(د) اگر بذریعہ وحی یا الہام ہے تو اُس وحی یا الہام کو آپ کیا کہتے ہیں۔ خفی یا جلی۔ متلو یا غیر متلو؟

جواب منجانب چکڑالوی

(۱) اللہ جل شانہ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ وَاَنزَلَ اللّٰہُ عَلَیکَ الکِتٰبَ وَالحِکمَۃَ وَعَلَّمَکَ مَا لَم تَکُن تَعلَم۔ ترجمہ اُتارا اللہ جل شانہ نے اوپر تیرے مسئلہ کتاب اللہ کے اور حکمت کتاب اللہ کی۔ اور تعلیم فرمائی تجھ کو اللہ نے۔ اُس مسئلہ کتاب اللہ کی [illegible] مطابق آیت ہذا کے یہ ثابت ہوا کہ قرآن مجید میں تین قسم کے بیانات ہیں:۔

ایک تو مسائل ہوتے ہیں خواہ فرضی ہوں خواہ نفلی ہوں یا مباح وغیرہ وغیرہ۔ اور دوسرا قسم آیات کتاب اللہ المجید میں وہ بیان ہوتا ہے جس میں حکمت یعنی علت اُن مسائل کی مذکور و موجود ہوتی ہے۔ اور

تیسرا قسم آیات کتاب اللہ المجید میں وہ مسائل ہوتے ہیں جن میں سوائے تعلیم قولی کے تعلیم عملی کی بھی اشد ضرورت ہوتی ہے۔ خلاصہ اس آیت شریف کا یہ ہے کہ جن آیات میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو فقط قولی تعلیم ہوئی ہے۔ اس میں تو کسی شخص کو بھی کوئی حاجت حدیث شریف کی قیامت تک نہ ہوگی۔ بوجہ من الوجوہ اور جن آیات کتاب اللہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خود ہی اشد محتاج تھے تعلیم عملی کے اُن میں تمام لوگ عموماً و خصوصاً قیامت تک اشد محتاج ہوتے ہیں حدیث شریف

۱؎ اس قول میں مجیب نے صاف اقبال کیا ہے کہ تمام لوگ اور خاص آنحضرت بھی تعلیم عملی میں حدیث کے اشد محتاج تھے۔ اس کو

کے جس طرح اللہ محتاج خود ہی رسول اللہ ؐ تعلیم عملی کے تھے ۔ اسیطرح عام لوگ اللہ محتاج ہوئے ۔ عملی تعلیم کی قیامت تک ماسوائے تعلیم عملی کے کسی جگہ بھی کسی مسئلہ میں قرآنمجید کے عملدرآمد کرنے میں حدیث شریف کو کوئی دخل نہیں ہے ۔ ہر ایک مسئلہ فرضی و نفلی و مباح وغیرہ وغیرہ جس کو ذرہ بھر بھی دین اسلام میں دخل ہے (خواہ اباحت کے نمبر میں ہو ۔) وہ بھی مذکور و موجود فی القرآن ہے +

تشریحی و ضمنی سوالات کا جواب

جواب نمبر (ب) قرآن شریف میں مجمل مسئلہ کوئی نہیں ہے وہ خود مفصل ہے وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ اور مَا كَانَ حَدِيثًا يُّفْتَرٰى وَلٰكِن تَصْدِيقَ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيلَ كُلِّ شَيْءٍ ۔ کوئی مسئلہ دین اسلام کا قرآن شریف میں مجمل طور پر مذکور و موجود نہیں ہے ۔ سب کے سب مسائل مبیّن و مفصّل ہیں ۔

جواب سوال (ج) نہ کوئی ایسے احکام ہیں ۔ اور نہ کوئی کھول اور تفصیل اُنھوں نے کی ہے محض رسالت کی تبلیغ کی ہے ۔

جواب سوال (د) نہ کوئی ایسی وحی اور نہ کوئی اُس کا نام ہے ۔

جواب الجواب منجانب خاکسار

جواب اوّل باوجود طویل ہونے کے مطابق سوال نہیں ہے ۔ سوال یہ تھا کہ جملہ احکام اسلام کی قرآن مجید میں مشرح و مفصل موجود ہونے سے آپ کی کیا مراد ہے اس کا جواب کچھ نہیں ملا ۔ کہ یہ مراد ہے ۔ اور شرح و تفصیل کے یہ معنے ہیں ۔ اب بھی تفصیل کے معنے بیان ہوں ۔ اور اُس کے ساتھ مثالیں بھی بیان ہوں ۔ مثلاً حکم نماز و زکوٰۃ کے متعلق ہی بیان کیا جائے کہ اس کی شرح و تفصیل قرآن مجید کی کس آیت میں

ہوئی ہے۔ مجیب زیادہ تکلیف نہ اُٹھاوے۔ صرف یہ بیان کردے کہ نماز کی کیفیت و ترکیب ارکان و اذکار کہ پہلی تکبیر ہو۔ پھر ثنا پھر سورت فاتحہ پھر رکوع پھر قومہ اور سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ پھر سجود الخ اور زکوٰۃ کی مقدار نصاب کہ سونے چاندی کی اِس قدر ہے۔ اور بکریوں اونٹوں کی اِس قدر ہے۔ اور یہ بھی بتاوے کہ احکام نماز و زکوٰۃ صرف قولی ہیں یا عملی بھی۔ اگر عملی بھی ہیں تو اُس میں جو تعلیم عملی ہوئی ہے وہ صرف قرآن شریف کے ذریعہ سے ہوئی ہے یا حدیث کے ذریعہ سے۔ اگر حدیث کے ذریعہ سے ہوئی ہے تو بتاوے کہ حدیث نے قرآن مجید سے بڑھ کر تفصیل کی ہے یا نہیں۔ اگر نہیں کی تو حدیث کے ذریعہ تفصیل ہونے کے کیا معنی۔ اور اگر حدیث نے قرآن مجید سے بڑھ کر تفصیل کی ہے تو اُس کا ماخذ۔ اور مخزن کیا ہے۔ وحی یا عقل انسانی۔ اگر وحی ہے تو اُس وحی کا کیا نام ہے۔ وحی خفی یا غیر متلو یا کچھ اور۔ اور اگر عقل انسانی سے ہوئی ہے تو کیا عقل انسانی وحی ربانی سے فوقیت رکھتی ہے اور قرآن مجید کی کس آیت میں یہ ہدایت ہے کہ عقل انسانی مجمل احکام قرآن کی تفصیل و مزید تشریح کر سکتی ہے۔ اگر وہ تعلیم عملی صرف قرآن مجید کے ذریعہ سے ہوئی ہے تو اُس پر دو سوال ہیں :۔

(۱) یہ کہ ان آیات کو پیش کیا جائے جن میں تعلیم عملی نماز و زکوٰۃ کی تفصیل مذکور ہوئی ہے۔

(۲) یہ سوال کہ اِس صورت میں خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا حدیث کا اشد محتاج ہونا کیا معنے رکھتا ہے۔ قرآن نے خود ہی تفصیل کر دی ہے تو حدیث نے کیا کیا جس کی نظر سے حدیث کی طرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو سخت حاجت ہوئی۔ مجیب کا یہ لفظ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حدیث کے سخت و اشد محتاج تھے کچھ بھی معنی نہیں رکھتا۔ کیا حدیث آنحضرت سے وجود میں مقدم ہے جیسے ہر چیز جس کی طرف احتیاج ہوتی ہے۔ محتاج سے وجود میں مقدم ہوتی ہے۔ مجیب خود جواب سوال

- 83

نمبر ۲ - میں اقرار کر چکا ہے - کہ حدیث سے مراد آنحضرت کا قول یا فعل یا تقریر ہے تو گویا حدیث آنحضرت کی صفات سے ایک صفت ٹھری - پھر موصوف کا اپنی صفت کا محتاج ہونا کیا معنی - اگر مجیب کی مراد اس لفظ سے یہ ہے کہ تعلیم الٰہی جو بواسطہ وحی خفی آنحضرت کو ہوئی ہے - وہ آنحضرت کے قول یا فعل سے یا تقریر سے ظہور پذیر ہوئی اسلئے آنحضرت اس تعلیم الٰہی کے محتاج تھے تو اِس مدعا کو اُن لفظوں میں ادا کرنا چاہیئے جس سے ہمارے سوال نمبر ا - کا جواب کامل ہوتا ہے - اور یہ مدعا کہ حدیث نبوی ایسی چیز ہے جس سے تعلیم عملی کامل ہوتی ہے - صاف طور پر ثابت ہوتا ہے -

اس سوال کے جواب میں جو مجیب نے حکمت کی تفصیل علت سے کی ہے اُس کی نسبت اوّل شہادت قرآن سے پیش کی جائے جس سے ثابت ہو جائے کہ قرآن میں جہاں لفظ حکمت آیا ہے اُس سے علت مراد ہے - مثلاً آیت (وَ قَدْ اٰتَیْنَآ اٰلَ اِبْرَاهِیْمَ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَۃَ) (وَلَقَدْ اٰتَیْنَا لُقْمٰنَ الْحِکْمَۃَ) (وَ اٰتَیْنٰهُ الْحِکْمَۃَ وَ فَصْلَ الْخِطَابِ) و امثال ذٰلک +

دوم - یہ بیان ہو کہ قرآن کے ہر ایک حکم کی علت قرآن میں موجود ہے - یا کسی حکم کی علت بیان نہیں بھی ہوئی - نہیں ہوئی تو اِس عام دعوے کے کیا معنے کہ قرآن میں سب احکام کی علتیں بھی بیان ہوئی ہیں -

سوم - یہ بیان ہو کہ اگر اس حکمت سے علت مراد ہے تو اُس کی تعلیم کرنیکے کیا معنی جس کی نسبت لفظ یتلوا کے بعد لفظ یُعَلِّمُ کا آیا ہے - (جس کے یہ معنے ہیں کہ رسول اللہ مسلمانوں کو قرآن پڑھ کر سنانے کے ساتھ حکمتوں کی بھی تعلیم کرتے - کیا قرآن شریف کی مبینہ و مفسرہ علتوں کا قرآن کے الفاظ سے پڑھ دینا کافی نہ تھا - سوال اوّل کے جواب میں خدا تعالےٰ نے مجیب کی زبان سے حق نکلوا دیا ہے - کہ حدیث قرآن کی تفصیل کرتی ہے - اور وہ قرآن پر زیادتی ہے - مگر خدا جانے کہ وہ اُس کو صاف الفاظ

میں کیوں نہیں مانتا مسلمان اُس کو کبھی نہ چھوڑیں گے جب تک اُس کی زبان سے صاف اقرار نہ کرالیں گے وہ ہزار اینچ پیچ لگائے اور اِدھر اُدھر جلے آخر اُس کو ماننا پڑے گا کہ حدیث نے تعلیم و تفصیل احکام میں قرآن پر زیادتی کی ہے۔ اور حدیث کے سوا جملہ احکام قرآن پر عمل کرنا ناممکن ہے۔

ضمنی و تشریحی سوالات کا جوابُ الجواب

جواب جزو (الف) سوال نمبر ۱ مطابق سوال نہیں ہے۔ سوال از آسمان جواب از ریسمان۔ میں نے یہ پوچھا تھا کہ قرآن میں ایسے احکام ہیں یا نہیں کہ بغیر سمجھانے رسول اللہ کے ہماری سمجھ میں نہ آتے۔ جواب یہ ملا کہ قرآن مجید میں جملہ احکام موجود ہیں ہم پھر کہتے ہیں کہ جو احکام قرآن میں موجود ہیں کیا اُن میں ایسے احکام بھی موجود ہیں جو بغیر سمجھانے رسول اللہ کے ہماری سمجھ میں نہ آتے۔ مجیب اس سوال کا جواب دے۔

جواب جزو (ب) محض غلط ہے اور اس میں چکڑالوی نے اپنے ناواں و بے علم پیروان کی آنکھوں میں خاک ڈالنا چاہا ہے۔ اور دیدہ دانستہ اُن کو دھوکھ دیا ہے اگر یہ جواب صحیح ہے تو صرف ایک آیت ربوٰ۔ اَحَلَّ اللّٰہُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا کے متعلق وہ بیان کرے کہ کیا یہ مجمل نہیں ہے۔ اور قرآن میں کہاں تفصیل ہے کہ ربوٰ جو حرام ہے وہ فلاں فلاں چیز اور قسم میں ہے۔ ربوٰ کے معنی بڑھوتری ہے۔ اور بڑھوتری ہر ایک بیع میں ہوتی ہے۔ روپیہ کا وزن ایک تولہ ہوتا ہے گندم جو اُس کے عوض میں آتی ہے ایک من یا بیس سیر ہوتی ہے۔ پھر ہر قسم کی بڑھوتری حرام ہو تو کوئی بیع جائز نہ ہو۔ مجیب کے اس جواب سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس کو قرآن شریف سے بالکل مس نہیں۔ اور پوری قرآن پر اُس کی نظر نہیں پڑی۔ یا یہ کہ وہ مجمل و مفصل کے معنی نہیں جانتا۔ اور علوم اصول و فقہ و حدیث میں نظر نہیں رکھتا۔

جواب جزو (ج) و (د) کو مجیب واپس لیگا انشاء اللہ تعالےٰ۔ جب وہ ہمارے سوال اوّل کا جواب مطابق سوال دے گا۔ اور ارکان واذکار نماز۔ اور مقدار نصاب زکوٰۃ کی تفصیل قرآن سے نکال نہ سکے گا۔ تو اس کو معلوم و متیقن ہو جاویگا کہ حدیث ہی ہے جس نے احکام مجمل قرآن کی تفصیل کی ہے۔ اور مخرج و ماخذ حدیث وحی الہی ہے۔ جس کو وحی غیر متلو و وحی خفی کہا جاتا ہے۔

سوال نمبر ۲۔ منجانب خاکسار

حدیث صحیح سے آپ کی کیا مراد ہے۔ یعنے حدیث صحیح کس کو آپ کہتے ہیں اور حدیث متواتر آپ کس کو کہتے ہیں۔؟

تشریحی و ضمنی سوالات

(الف) حدیث کے قرآن شریف کا ترجمہ اور شرح ہونے سے آپ کی کیا مراد ہے؟

(ب) شرح میں متن سے کوئی زیادتی ہوتی ہے یا نہیں ؟

(ج) اطلاق کی تقیید اور عام کی تخصیص زیادتی کہلاتی ہے۔ یا نہیں۔؟

جواب منجانب چکڑالوی

جواب سوال نمبر (۲) حدیث صحیح سے مراد قول یا فعل یا تقریر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ جو آپ نے کسی مسئلہ قرآنیہ کے متعلق کیا یا کہا ہو۔ یا کسی کے کئے یا کہے کو ثابت رکھا ہو۔ اور یہ تمام قرآن شریف کے ترجمہ یا تشریح تک محدود ہو +

اور حدیث متواتر میرے نزدیک وہ ہے جس کے راوی جمع کثرت میں ہوں یعنی ہر ہر طبقہ میں راوی دس ہوں یا دس سے اوپر ہوں۔ مطابق آیۃ فَاِذَا بَرَزُوْا

مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِي تَقُولُ الآیۃ کے راویوں پر صحت وضعف کا مدار ہی ناممکن ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلعم کے حق میں خود ہی علام الغیوب فرماتا ہے وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ مَرَدُوا عَلَى النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ سَنُعَذِّبُهُمْ مَرَّتَيْنِ - دوسری جگہ فرماتا ہے۔ بعض ایسے لوگ ہوتے ہیں تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ وَاِنْ يَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ یہ ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر اور کون شخص ہو سکتا ہے۔ جو کہ راویوں کی پہچان کر سکے بدرجہ حق الیقین وعین الیقین ان آیات سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے۔ کہ کسی شخص کا حق نہیں ہے۔ کہ کسی شخص کے حال کو پہچان سکے۔ سوائے عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ کے اور بس۔ بلکہ صحت حدیث صحیح کی میزان صرف قرآن شریف ہی ہے اور بس۔ اور جو حدیث مطابق قرآن مجید ہو وہ صحیح ہے۔ اور جو مطابق قرآن مجید کے نہ ہو وہ صحیح نہیں ہے۔ خواہ متواتر ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ آیت بالا مذکورکے نیچے ہی خود احکم الحاکمین نے خاص یہی میزان مقرر کردی ہے۔ اور نیز فرمایا ہے اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا -

ضمنی وتشریحی سوالات کا جواب

جواب جزو (الف) زیر سوال نمبر ۲۔ حدیث کے قرآن شریف کا ترجمہ اور شرح ہونے سے یہ مراد ہے کہ جن مسائل قرآنیہ کے متعلق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تعلیم ربانی سے (خواہ قولی تعلیم۔ خواہ عملی تعلیم سے) کوئی الفاظ بیان کئے ہوں تو وہی الفاظ ترجمہ اور تشریح قرآن ہیں۔ تعلیم قولی ترجمۂ قرآن ہے۔ اور تعلیم عملی تشریح قرآنیں داخل ہے۔

جواب نمبر (ب) اُسی مسئلہ کی کھول ہوا کرتی ہے کوئی زیادتی نہیں ہوا کرتی +

ل تجھ کو ان کی (منافقوں کی) ظاہری شکل اچھی لگتی ہے یعنے تو انکو مومن خالص سمجھتا ہے اور اگر وہ بات کریں تو تو انکی باتیں صحیح و صادق سمجھتا ہے
یہ لوگ اس خشک کھڑی لکڑی کی مانند ہیں جسپر لوگ درخت ہونیکا گمان کریں پ ۲۸ ع ۱۳ ۔ ۳ اس آیت کا ماقبل کی آیت سے اگر

جواب نمبر (ج) قرآن مجید اِن دونوں عیبوں سے ایسا پاک ہے جیسے اللہ تعالےٰ خود پاک ہے ۔ یہ دونوں بڑے بھاری عیب ہیں متکلم کے کلام میں ۔ کیونکہ خاص کرنا عام کو اور عام کو خاص کرنا یا مطلق کو مقید کرنا یا مقیّد کو مطلق کرنا افسر کا کام ہے مساوی کا کام نہیں چہ جائیکہ مخلوق خالق کی کلام کو مطلق یا مقید کرے ۔ یا خاص یا عام کرے ۔ مطابق آیۃ یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ۔ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَیْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِیْلِ الآیۃ الیٰ فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِیْنَ ۔

جواب الجواب منجانب خاکسار

جواب سوال دوئم میں مجیب نے جو حدیث کی تعریف کی ہے ۔ اور اُس کے ساتھ شرط لگادی ہے کہ وہ صرف تفسیر و شرح قرآن ہو کیا اُس کا ماخذ قرآن مجید ہے یا کلام علماء حدیث و اصول ؟ اگر اس کا ماخذ قرآن ہے تو مجیب اُن آیات قرآن کو پیش کرے جن میں حدیث صحیح اور متواتر کی تعریف بیان ہوئی ہو ۔ اور اگر اس کا ماخذ اقوال علماء ہیں تو وہ اقوال پیش کرے اور اگر اُس کا ماخذ مجیب ہی کا دل و دماغ ہے ۔ اُس کے سوا کہیں اُن کا نام و نشان نہیں تو اس کا صاف اقبال کرکے یہ بتا دے کہ پھر کیا وجہ ہے کہ جو بات نہ قرآن میں ہو اور نہ اقوال علماء میں وہ صرف مجیب کی تقلید سے تسلیم کی جاوے ۔

جن آیات قرآن کو مجیب نے اپنے قول کی تائید میں ۔ اور راویان حدیث کی بے اعتباری کے ثبوت میں پیش کیا ہے کیا وہ مسلمانوں کے حق میں ہیں یا کافروں و منافقوں کی ؟ اگر مجیب اقرار کرے کہ وہ کافروں و منافقوں کے حق میں ہے تو مجیب صاف الفاظ سے بیان کرے کہ احادیث صحیحین کے راوی مسلمان ہیں یا کافر ہیں ۔ اگر

مجیب کے اعتقاد میں وہ راوی مسلمان ہیں تو پھر کیا ان آیات کو مسلمان راویان حدیث کے حق میں بیان کرنا غلطی یا عمداً دھوکہ دہی نہیں ہے؟ اور اگر مجیب کے اعتقاد میں راویان حدیث سب کے سب کافر ہیں ومع ھذا البعض احادیث بخاری و مسلم مجیب کے دستور العمل ہیں تو کیا او ر کافروں کی روایت کو بھی مجیب دستور العمل بنانا جائز رکھتا ہے۔ اور اگر کسی شخص کا حال صدق وکذب انسان نہیں جان سکتا تو خدا تعالےٰ نے شہادت عادل گواہوں کو کیوں قبول کیا ہے جہاں فرمایا ہے واشھدوا ذوی عدل منکم یعنے اپنے لوگوں میں سے دو عادل شخص کو گواہ بناؤ۔ اور کیا شہادت اور روایت میں بجز حریت اور ذکور ہونے کے کچھ فرق ہے اور جو صحیح مسلم کے مقدمہ میں اِس آیت کے استدلال سے روایت حدیث کو مثل شہادت کے قرار دیا ہے اس کا کیا جواب ہے۔ اور اگر صحت حدیث کا مدار صرف مطابقت قرآن ہے تو پھر اگر کوئی شخص ایک مضمون قرآن کے مطابق از خود بنادے اور ناحق اوس کو حضرت کی طرف منسوب کر دے اور کہدے کہ یہ حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہے تو کیا مجیب اس کو صحیح حدیث مان لیگا۔ نہیں تو کیوں نہیں۔ کیا اُس میں مطابقت قرآن جس کو مجیب نے میزان صحت قرار دیا ہے نہیں پائی جاتی۔ اور اگر اس کو صحیح مان لیگا تو پھر موضوع کس کو قرار دیگا۔

ضمنی وتشریحی سوالات کا جواب الجواب

سوال دوم کے جزء (الف) و (ب) کے جواب میں جو کچھ مجیب نے کہا ہے وہ صرف مجمل دعوے ہے۔ اگر ترجمہ اور شرح کی مجیب کوئی مثال دیتا تو اُس سے صاف کُھل جاتا کہ حدیث نے جو قرآن کی شرح وتفصیل یا کھول کی ہے اُس میں قرآن پر زیادتی پائی جاتی ہے۔ اور یہ بات مجیب جلسۂ اوّل میں خود زبانی کہہ چکا ہے کہ شُرح کو متن پر زیادتی ہوتی ہے"

جواب جزو (ج) مطابق سوال نہیں۔ سوال یہ تھا کہ تقیید اور تخصیص بادی کہلاتی ہے یا نہیں۔ اس کا کچھ جواب نہیں بلا صرف یہ کہا گیا ہے کہ یہ دونوں عیب ہیں جن سے خدا پاک ہے اور اس کے ثبوت میں دو آیتیں نقل کی ہیں۔ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ الخ اور وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا الخ جن کا مطلب مجیب نے کچھ نہیں سمجھا۔ اور یہ غور نہیں کیا کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تفصیل و تشریح قرآن میں جو کچھ فرماتے اور اس میں قرآن مجید کی عام میں کوئی تخصیص فرماتے یا قرآن کی مطلق میں قید ظاہر کرتے۔ وہ اپنی طرف سے نہ فرماتے۔ بلکہ خدا کی وحی سے فرماتے اور وہ بلغ ما انزل میں داخل ہوتی نہ خدا تعالے پر تقول و افتراء +

مجیب نے سوال سوم میں ایک اور آیت بھی نقل کی ہے۔ مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى جس میں یہ بیان ہے کہ آپ دین میں اپنی طرف سے کچھ نہ فرماتے جو کچھ فرماتے وہ خدا کی وحی ہوتی۔ اس آیت اور آیت بلغ ما انزل سے صاف ثابت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جہاں کہیں تخصیص عام یا تقیید مطلق قرآن کی ہے وہ خدا خالق کی طرف سے ہے نہ حضرتؐ کی طرف سے جو مخلوق تھے۔ پھر اس تخصیص و تقیید کو عیب کہنا۔ اور اس کو تقول علے اللہ و افترا میں داخل کرنا نافہمی یا دیدہ دانستہ بے انصافی اور دھوکہ دہی نہیں ہے تو اور کیا ہے۔ مجیب کی جرأت سے بڑا تعجب ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تخصیص عام و تقیید مطلق قرآن کو تو فعل مخلوق ٹھہرا کر عیب اور امر ناجائز قرار دیا ہے۔ اور زبانی تقریر کے وقت اس کو شرک بھی کہا تھا جو کاتب کی قلم سے رہ گیا ہے مگر سوال النجم کی جزء (ب) کے ضمن میں دوسرے مسئلہ کے جواب میں اپنی اجتہاد نارواو فہم نارسا سے اطلاق مطلق۔ اولادکم اور دوسرے الفاظ رکوع يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ کو ہم جنس ہونے کی قید سے مقید کیا ہے۔ اور اس کو فعل مخلوق اور عیب نہیں سمجھا۔ کیا مجیب اپنے آپ کو مخلوق نہیں سمجھتا۔ بلکہ خالق جانتا ہے۔ اور اپنے آپ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر

ترجیح دیتا ہے۔ سامعین مسلمان غور و انصاف سے کہیں کہ جب آنحضرت نے خدا تعالےٰ
سے وحی پاکر یہ حدیث فرمائی لا یرث القاتل المقتول یا یہ فرمایا لا یرث المسلم الکافر ولا الکافر المسلم۔ یا
فرمایا لا یتوارث اہل الملتین شتّی یا فرمایا نحن معشر الانبیاء لا نرث ولا نورث ما ترکنا
صدقۃ تو مجیب نے آپ کی اس تخصیص و تقیید کو فعل مخلوق قرار دیکر ناجائز کہا اور
خود اپنی فہم نارسا و اجتہاد ناروا سے قرآن کی بہت سی آیات کو ایک ایسی قید سے مقیّد
کر دیا۔ جس کا نہ قرآن میں نام و نشان ہے اور نہ آنحضرت کی حدیث میں۔ اور پھر اس کو
جائز سمجھا کیا یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر فوقیت کا دعوے نہیں ہے؟ اور مخلوق
ہو کر خالق ہونے کا ادعا نہیں؟

سوال نمبر ۳۔ منجانب خاکسار

قرآن شریف اور حدیث شریف میں۔ کیا فرق ہے۔؟

جواب منجانب چکڑالوی

جواب سوال نمبر ۳۔ صرف الفاظ ہی کا فرق ہوتا ہے جیسے کہ قرآن اور
اس کے ترجمہ میں صرف بولی کا فرق یا الفاظ کا فرق ہوتا ہے۔ مقصود میں کوئی ذرہ بھر بھی
فرق نہیں ہوتا۔ ایسی طرح حدیث اور قرآن کے مقصود میں بھی ذرہ بھر فرق نہیں ہوتا
مطابق آیت وَیُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّفَرِّقُوْا بَیْنَ اللّٰہِ وَرُسُلِہٖ الآیۃ الیٰ اُولٰٓئِکَ
ھُمُ الْکٰفِرُوْنَ حَقًّا اور وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی کے۔

جواب الجواب منجانب خاکسار

جواب سوال سوم میں جو کچھ مجیب نے کہا ہے۔ اس میں خود دھوکھ کھایا
یا عمدًا لوگوں کو دھوکھ دینا چاہا ہے۔ اس میں ایک تو دھوکھ یہ ہے کہ حدیث کو صرف

ترجمہ قرآن کہا ہے۔ حالانکہ حدیث میں قرآن پر صریح زیادتی پائی جاتی ہے جسکو مجیب پہلے جلسہ میں زبانی کھول یا شرح کہہ چکا ہے۔ اور جواب جزء (ب) سوال دوم میں نے حدیث کو قرآن مجید کی کھول مان چکا ہے۔

دوسرا۔ یہہ دھوکہ کہ قرآن کے قطعی ہونے اور احادیث میں سے خبر واحد کے ظنی ہونے کا کچھ لحاظ نہیں کیا۔ جو تمام مسلمانوں میں مسلم چلا آتا ہے۔ اگر مجیب خبر واحد کو ظنی الثبوت سمجھتا ہے۔ اور پھر اُس کے منکر کو کافر جانتا ہے۔ تو کیا وہ اہل مذاہب مختلفہ حنفی شافعی وغیرہ کو جو بعض احادیث کو بوجہ اُن کے ظنی الثبوت ہونے کے نہیں مانتے اور اپنے خیال میں اُن کو مخالف قرآن یا اُس پر زیادتی کرنے والے سمجھتے ہیں۔ جیسے حدیث فرضیت قرأت سورت فاتحہ جس کو حنفی نہیں مانتے۔ اور اُس کو اپنے خیال میں آیت فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ کی مخالف اور زیادتی کرنے والے سمجھتے ہیں۔ کافر جانتا ہے یا نہیں۔ وہ غیر [illegible] اہل سنت وجماعت کو نہیں مانتے کافر سمجھتا ہے۔ اگر کافر سمجھتا ہے تو پھر بتاوے کہ کسی حدیث صحیح بخاری یا صحیح مسلم کے ماننے سے اُس کو بھی انکار رہے یا نہیں۔ اگر انکار ہے تو پھر کیا وہ فتوے کفر اُس کیطرف عاید نہ ہوگا۔ اور اگر انکار نہیں بلکہ جملہ احادیث صحیحین کے عمل و قبول کا اُس کو اقبال اور اقرار ہے تو پھر بحث کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی ہے۔ اس اقرار مجیب پر ہم بحث کو ختم کریں گے۔ اور جب اُس نے جملہ احادیث صحیحین کو صحیح اور واجب العمل مان لیا تو اِن احادیث سے خود بخود ثابت ہو جائے گا کہ حدیث نے قرآن پر زیادتی کی ہے۔ اور یہ ثابت ہوگا۔ کہ یہہ لفظ کہ صحیح حدیث قرآن پر ذرہ بھر زیادتی نہیں کرتے مجیب کی قلم و زبان سے غلطی سے نکل گیا ہے۔ اور اگر مجیب خبر واحد کو بھی قطعی جانتا ہے اور اِس وجہ سے اُس کے منکر کو کافر کہتا ہے تو بطریق اولیٰ وہ اُن سوالات و الزامات کا محل ہوگا جو ظنی ہونے خبر واحد کے شق پر وارد کئے گئے ہیں۔

فٹ نوٹ۔ اس غلطی یاد ہو کہ دہی کے ساتھ اس سوال سوم کے جواب میں مجیب نے جو حدیث کو عین قرآن مان لیا ہے۔ اور حدیث و قرآن میں فرق کرنے والے کو کافر کہدیا ہے اس میں اپنے اوپر اقبالی ڈگری کر دی اور اقبالی جرم کی سزا جڑ دی۔ اور یہ بات مان لی ہے کہ وہ اپنے منہ سے اور اپنے فتوے کے روسے کافر ہے۔ کیونکہ اس وقت روئے زمین کے مدعیان اسلام میں صرف وہی ایک شخص ہے۔ جو جملہ احادیث نبویہ سے منکر ہوا ہے۔ اور ان سب کو موضوع و مفتری ہونے اور جلا دینے کے قابل کہتا ہے۔ اسکے سوائے کوئی شخص کسی فرقہ مدعی اسلام شیعہ۔ خارجی۔ معتزلی۔ سُنی۔ پھر سنیتوں میں سے حنفی شافعی حنبلی۔ مالکی۔ اہل حدیث وغیرہ کا جملہ احادیث نبویہ کا منکر نہیں ہے۔ لہٰذا بحکم دجل فقضٰ علی نفسہ۔ صرف وہی ایسا کافر ہے جو خدا اور [illegible] کہ قرآن اور اُس کی شرح یا ترجمہ حدیث میں فرق کرتا ہے۔ جسکو وہ حاشیہ صفحہ ۱۷۔ اسی اپنے منہ سے کافر کہہ چکا ہے۔

سوال نمبر ۴ منجانب خاکسار

اگر تمام مسائل شرعیہ قرآن شریف میں مفصل اور مشرح طور پر موجود ہیں۔ تو پھر حدیث کی کیا ضرورت ہے۔؟

تشریحی و ضمنی سوال

(الف) اور حدیث کو شرح قرآن قرار دینے سے کیا مراد ہے۔؟

جواب منجانب چکڑالوی

جواب سوال نمبر ۴۔ مطابق آیت وَاَنزَلَ اللّٰہُ عَلَیکَ الکِتَابَ وَ الحِکمَۃَ وَعَلَّمَکَ مَا لَم تَکُن تَعلَمُ کے تعلیم عملی میں حدیث شریف کی اشد ضرورت ہے۔ جس طرح کتاب اللہ المجید کی سواء السواء ذرہ بھر بھی فرق نہیں ہے

تشریحی و ضمنی سوال کا جواب

(الف) جواب اس کا سوال نمبر ۲ کے جزو (الف) میں مفصل طور پر ہو چکا ہے۔

جوابُ الجوابُ منجانبِ خاکسار

جواب سوال چہارم میں بھی حدیث کی شارح قرآن ہونے اور احکام عملی میں قرآن پر زیادتی کرنے کا درپردہ اقبال ہے۔ تشریح و تمثیل جواب سوال اوّل میں یا اقبال کھل جاویگا۔ اور صاف ثابت ہوگا کہ عملی تعلیم میں حدیث ہی احکام قرآن کی شارح ہے۔ قرآن میں عملی تعلیم کی شرح نہیں ہے۔

-87

ضمنی و تشریحی سوال کا جواب الجواب

جواب ضمن (الف) سوال چہارم۔ مجیب نے پہلے کوئی تفصیل نہیں کی آئندہ اگر تفصیل مطابق سوال کرے گا تو اُس سے صاف ثابت ہو جائیگا کہ حدیث قرآن کی ایسی شرح ہے جس میں تعلیم قرآن پر صریح زیادتی پائی جاتی ہے۔

سوال نمبر ۵۔ منجانب خاکسار

اِس سے آپ کی کیا مراد ہے کہ قرآن شریف کے علاوہ جو مضمون خواہ کسی حدیث متواتر میں ہے موجود ہو وہ قابل اعتبار نہیں۔؟

تشریحی و ضمنی سوالات

(الف) کیا اِس سے یہ مراد ہے کہ جن مسائل کا ذکر تک بھی قرآن مجید میں نہیں (چاہے وہ ذکر مفصل ہو یا مجمل) وہ مذاہب اسلام سے خارج ہیں؟

(ب) اگر یہی مراد ہے تو کیا مسائل مفصلہ ذیل مسائل اسلامیہ میں سے نہیں ہیں؟

جزء (ب) سوال پنجم کے متعلق مسائل ستہ

(۱) بیوی کے ساتھ اس کی پھوپھی یا خالہ کو نکاح میں جمع نہ کیا جائے۔؟

(۲) قاتل اپنے مقتول کا وارث نہیں ہوتا۔؟

(۳) دو مختلف مذاہب کے آدمی آپس میں وارث نہیں ہوتے۔؟

(۴) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا مال قابل وراثت نہیں ہے۔ وہ صدقہ ہے۔؟

(۵) عرفات میں نماز ظہر اور عصر جمع کرنا چاہئے۔ مزدلفہ میں نماز مغرب وعشاء کو جمع کرنا چاہیئے؟

(۶) گدھا حرام ہے۔؟

(ج) اگر یہ مسائل بقول آپ کے قرآن شریف میں مجملاً یا مفصلاً موجود ہیں تو ان کا پتہ بتلایئے۔؟

جواب منجانب چکڑالوی

جواب سوال نمبر ۵۔ علاوہ سے یہ مراد ہے کہ جس مسئلہ کا ذکر قرآن مجید میں تِبۡیَانًا لِّکُلِّ شَیۡءٍ کے نمبر میں یا تفصیلًا لِّکُلِّ شَیۡءٍ کے نمبر میں بوجہ من الوجوہ موجود نہ ہو وہ مسئلہ یا بیان یا جو کچھ کہو وہ باہر قرآن مجید کے ہوا۔ اس قسم کا بیان اگر کسی حدیث میں بالفرض آ بھی جاوے تو وہ بیان دین اسلام سے باہر ہوگا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس سے بری اور پاک ہوئے ہیں۔ کسی راوی کا زلہ یا خطا ہوتی ہے۔ یا اس کی اپنی متعصبانہ دانستہ کارروائی ہوتی ہے مطابق آیت وَنَزَّلۡنَا عَلَیۡکَ الۡکِتَابَ تِبۡیَانًا لِّکُلِّ شَیۡءٍ اور وَمَا کَانَ حَدِیۡثًا یُّفۡتَرٰی اور وَلٰکِنۡ تَصۡدِیۡقَ الَّذِیۡ بَیۡنَ یَدَیۡهِ وَتَفۡصِیۡلَ کُلِّ شَیۡءٍ۔

تشریحی ضمنی سوالات کا جواب

جواب سوال نمبر ۵ جزو (الف) ہاں خارج ہیں۔ مطابق آیت اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ کے[1]

مسائل ستہ کا جواب منجانب چکڑالوی

جزو (ب) سوال پنجم کے متعلق مسئلہ اوّل کا جواب قرآن مجید کی عبارت

[1] اسکا ترجمہ چکڑالوی کیطرف سے صفحہ ۸ کے حاشیہ پر گذرا۔

اور حرفوں میں موجود ہے - اور اعلےٰ رکن دین اسلام کا ہے - مطابق آیت وَاَنۡ تَجۡمَعُوۡا بَیۡنَ الۡاُخۡتَیۡنِ الآیہ الی وَاُحِلَّ لَکُمۡ مَّا وَرَآءَ ذٰلِکَ[۱] کے ترجمہ اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے - حرام کیا گیا ہے تم پر جمع کرنا ایک وقت میں الاختین یعنے ان دو عورتوں کا جو مثل دو بہنوں کے ہوں یعنے جس طرح دو بہنوں کا نکاح میں جمع کرنا حرام ہے - اسی طرح ان دو عورتوں کا جو دو بہنوں کی طرح آپس میں ذوی القربےٰ ہوں جس طرح دو بہنوں کا خواہ علاتی ہوں خواہ اعیانی ہوں - خواہ اخیافی ہوں یا رضاعی ہوں - الفاظ قرآن سے جمع کرنا حرام ثابت ہو چکا ہے - اسی طرح الفاظ قرآن مجید سے ہی ماسی بھانجی - اور پھوپھی بھتیجی کا جمع کرنا بھی خاص الفاظ قرآن مجید ہی سے حرام ثابت ہے کیونکہ الف لام الاختین میں عہدی[۲] جنسی ہے ساتھ معنے مثل کے تو اس الف لام کا معنے یہ ہوا کہ جو دو عورتیں دو بہنوں کی مثل ذوی القربیٰ ہوں اُن کا بھی جمع کرنا بلا ریب قطعی طور پر حرام موجود ہے - کیونکہ علت حکمت کتاب اللہ المجید کی حرمت اختین میں خاص یہی ہے - کہ اختین میں احسان کرنا مفروض و مکتوب ہے - مطابق وَبِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا وَّذِی الۡقُرۡبٰی کے تو جس طرح بہنیں آپس میں ذوی القربیٰ ہیں ماسوا اُن کے اور بھی جن دو عورتوں میں یہ قرابت موجود ہے وہ بھی مطابق اس حکمت کتاب اللہ کے محقق و متیقن طور پر حرام ہو چکی ہیں - بلکہ حدیث شریف میں جدہ اور پوتی اور نانی اور دوہتی کے جمع کرنے کا اگر بالفرض والتقدیر ذکر نہ بھی ہوا ہو تو پھر بھی بلا ریب ان کو بھی جمع کرنا عبارت قرآن مجید سے حرام ہو چکا ہے - یہ جواب میرا اگرچہ سوال سے زائد ہے مگر پھر بھی مطابق تعلیم ربانی کے میرا ایمان ہے - اس واسطے یہ زیادہ جواب دینا بھی مجھ کو ضروری ہے - جیسا کہ اللہ جل شانہٗ نے موسےٰ علیہ السلام کا ذکر فرمایا ہے - اُن سے پوچھا گیا - وَمَا تِلۡکَ بِیَمِیۡنِکَ یٰمُوۡسٰی قَالَ ہِیَ عَصَایَ اَتَوَکَّؤُا عَلَیۡہَا

[۲] عہدی سے مراد تعریفی ہے - یہ دونوں لفظ آپس میں مترادف ہیں - (حاشیہ چکڑالوی)

[۱] قرآن میں تو اس جگہ ذٰلِکُمۡ ہے شاید چکڑالوی ذٰلِکُمۡ کو خدا تعالیٰ کی غلطی قرار دیکر لفظ ذٰلِکَ لایا ہے (ابو سعید)

وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِىْ وَلِىَ فِيْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰى اور موسےٰ علیہ السّلام نے خود بھی سوال کیا تھا۔ مدین میں جاکر وہ ذکر بھی مذکور ہے کما قال تعالیٰ فَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ اُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُوْنَ وَوَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمُ امْرَاَتَيْنِ تَذُوْدَانِ قَالَ مَا خَطْبُكُمَا قَالَتَا لَا نَسْقِىْ حَتّٰى يُصْدِرَ الرِّعَآءُ وَاَبُوْنَا شَيْخٌ كَبِيْرٌ کے مطابق جدّہ اور پوتی اور نانی اور دہتی کا جواب بھی سوال سے زیادہ دیا گیا ہے۔ اَللّٰهُمَّ هَلْ بلغت ثلاثاً +

جزء (ب) سوال پنجم کے متعلق مسئل نمبر ۲ و ۳ کا جواب یہ مسئلہ بھی دینی ہے۔ قرآن شریف میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِىْٓ اَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ترجمہ حکم کرتا ہے تم کو اللہ بیچ حق اولاد تمہاری کے واسطے مردوں تمہارے کے مثل دو حصّہ عورتوں تمہاریوں کے ہے۔ یعنے عبارت قرآن مجید میں مطلق وارثوں کو اللہ تعالےٰ وراثت نہیں دلاتا الذکر والانثےٰ میں جو الف لام ہے یہ عوض مضاف الیہ کا ہے یعنے مرد تمہاری جنس اور عورت تمہاری جنس یعنے ہم مشرب و ہم مذہب ہو تو اس مرد کو اور عورت کو ورثہ دینے کا حکم اللہ کرتا ہے۔ جو مرد یا عورت قاتل ہو وہ اپنی ہم جنس نہیں ہوتا وہ غیروں میں سے ہوتا ہے۔ الفاظ قرآن ہی سے وہ بے وارث ولا دعوے ہو چکا ہے۔ اور اسی طرح کافر مرد اور کافرہ عورت بھی وارث نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ تمام رکوع میں بھی مذکور ہے۔ خواہ اصول میں سے ہو خواہ فروع میں سے ہو۔ یعنے وارث مورث کا ہم جنس اور ہم مشرب اور ہم مذہب ہو۔ غیر مذہب و مشرب نہو۔ +

جزء (ب) سوال پنجم کے متعلق مسئلہ نمبر ۴ کا جواب۔ قرآن مجید میں عام حکم ہے خواہ رسول نبی ہو خواہ غیر رسول نبی ہو بوجہ من الوجوہ وراثت کے مسئلہ میں بھی رب العالمین نے کوئی فرق نہیں فرمایا۔ سب کے واسطے برابر حکم ہے۔ کیونکہ لفظ

کر میں مخاطب جملہ معشر الجن والانس الی یوم الدین ہو چکے ہیں۔ عموماً و خصوصاً
چونکہ جملہ رُسل وانبیا بھی معشر الانس میں ہی ہوتے ہیں۔ بلکہ اعلےٰ درجہ کے متقی عند اللہ
ہوتے ہیں اس سبب سے اعلےٰ درجہ کا فرض اُن پر ہے کہ وہ بھی سب سے پیشگی اطاعت
ربی میں کریں۔ اور مطابق حکم کتاب اللہ ہی کے وراثت میں بھی تعمیل و تکمیل کریں۔ مگر
یوصی میں رب العالمین نے خود ہی فرما دیا ہے۔ فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ
ثُلُثَا مَا تَرَكَ بلکہ تمام رکوع میں ہر جگہ ہر وارث کے ساتھ اس قسم کے الفاظ بیان
فرمائے ہیں مِمَّا تَرَكْتُمْ وَمِمَّا تَرَكْنَ یا مِمَّا تَرَكَ ایسے ایسے الفاظ بیان فرما دیئے
تھے قرآن سے بھی ثابت ہوا کہ کوئی میت ہو خواہ رسل انبیاء میں سے ہو خواہ غیروں میں
سے ہو۔ اگر کوئی چیز اپنے مِلک میں چھوڑ جائے تو وہ مال وارثوں ہی کو دیا جاوے گا
قرض اور وصیت وغیرہ کے بعد مطابق تعلیم ربانی کے اگر کوئی چیز نہ چھوڑ جاویں۔ تو
وارثوں کو کیا چیز دیجاوے۔ بالفرض والتقدیر کوئی شخص اپنا کل مال اسراف و تبذیر
میں بیچ کر دیوے تو پھر بھی اُس کا مال اس کے مِلک سے باہر ہو جائیگا تو وہ
وارثوں کو کس طرح مل سکتا ہے۔ یا کہ اصلی ہی مسکین و فقیر ہو اُس کے مِلک ہی
میں کوئی چیز نہ ہو تو اُس کے وارثوں کو کیا ملیگا۔ یا کہ اُس کے اموال ہر قسم کے
کثرت سے موجود ہوں۔ اور پھر باطاعت و امتثال وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ
ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ کے وہ جملہ اموال مملوکہ اپنے
وقف فی سبیل اللہ کر جائے۔ تو وہ خود ہی اپنی حین حیات میں اپنے جملہ اموال
مملوکہ مقبوضہ سے بیزار و لا دعوے ہو جائیگا۔ اس کے مرنے کے بعد اس کے وارثوں
کو کیا چیز مِل سکتی ہے۔

چونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مطابق مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ
الآیۃ کے جملہ اموال مملوکہ و مکسوبہ و موروثہ وغیرہ وغیرہ جو کچھ مال منقول و غیر منقول اپنے

اُن کو رب العالمین نے مرزوق و موہوب کیا ہوا تھا۔ وہ جُملہ مال عموماً و خصوصاً سب کا سب آپنے اپنی صحت کامل مکمل کی حالت میں محض حسبۃً و رضاء للّٰہ و ابتغاء مرضات اللّٰہ خرچ بطور وقف فی سبیل اللہ کر دیا تھا۔ اِس سبب سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم خود ہی اپنی حین حیات میں اپنے جُملہ مال وقف شدہ سے لادعویٰ و بیزار ہو چکے تھے۔ اور بوجہ من الوجوہ بعدہ رسول اللہ کے اختیار میں نہ تھا۔ کہ اِس وقف شدہ مال میں رجوع کر سکیں۔ اور کسی چیز میں انتقال مالکانہ کر سکیں۔ چونکہ آپ کو اپنی حیاتی میں بھی ذرہ بھر ملکیت و انتقال کرنے کا حق مالکانہ طور پر نہیں رہا تھا تو بعدہٗ وارثوں میں سے خواہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ہو خواہ ازواج مطہرات ہوں خواہ عم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وغیرہ وغیرہ کسی وارث کو کسی طرح کا اختیار نہیں ہو سکتا کہ وہ بطور وراثت ایک درم تک بھی اِس مال سے لے سکے۔ اگر بالفرض والتقدیر کوئی چیز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مِلک میں ہوتی تو آپ پر مطابق کُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ الخ۔ الی۔ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ کے ہمارا فرض ہوتا کہ آپ مرض موت میں وصیت مطابق حکم کتاب اللہ مجید سے ضرور ہی کرتے کیونکہ وہ اعلےٰ درجہ کے متقیوں کے امام اور ہادی مرشد تھے۔ اور حقًّا میں تنوین عظمت کی ہے۔ یعنے یہ عظیم الشان اور جلیل القدر حق اللہ جلشانہٗ کا متقیوں پر ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر اور کون متقی ہے۔ یا ہوگا۔ لیکن بدرجہ عین الیقین و حق الیقین یہ بات مسلّم ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے مال میں مرض موت کے وقت کوئی وصیت نہیں کی۔ کیونکہ وہاں بھی یہی شرط موجود ہے۔ یعنے إِنْ تَرَكَ خَيْرًا وصیت اُس شخص پر فرض ہوتی ہے جو کہ اپنے مِلک میں اپنا مال حلال طیب چھوڑ مرے۔ اگر کوئی چیز موجود نہ ہو تو اُس پر وصیت بھی فرض نہیں ہوتی جس طرح زکوٰۃ اور حج میں مال نصاب کی شرط ہے۔ اسی طرح وراثت اور وصیت میں بھی مال کا موجود ہونا شرط ہے۔ اگر کوئی مال آپ کا موجود ہوتا تو وارثوں کو ضرور ہی ملتا۔ بخاری کی

کتاب الوصایا میں یہ بیان موجود ہے مَا تَرَکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دِیْنَارًا وَلَا دِرْھَمًا وَلَا عَبْدًا وَلَا اَمَۃً وَلَا شَیْئًا الخ الی الاجعلہا صدقہ۔

جزء (ب) سوال نمبر ۸ کے متعلق مسئلہ پنجم کا جواب - ظہر و عصر کا جمع کرنا عرفات میں قرآن مجید کے مطابق ہے - اور مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کا جمع کرنا بھی عبارت قرآن میں موجود ہے - کما قال اللہ تعالیٰ حَافِظُوْا عَلَی الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی - الآیۃ الی فَاِذَآ اَمِنْتُمْ فَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَمَا عَلَّمَکُمْ مَّا لَمْ تَکُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ظہر کی تعلیم دو روز دی گئی - ایک دن اول وقت میں نماز پڑھائی گئی - دوسرے دن آخر وقت میں - اسی طرح عصر کے وقت کی تعلیم دو روز دی گئی ایک دن اول وقت میں دوسرے روز اخیر وقت میں - اخیر وقت ظہر اور اول وقت عصر کے مابین کوئی خالی وقت ایک منٹ بھی تعلیم ربانی میں مقرر نہیں کیا گیا - تو ہر مومن کو الی یوم الدین اختیار ہے کہ بوقت ضرورت کے اگر ظہر کو اپنے اصلی وقت اخیرہ ساعت میں ادا کرے - اور بعدہ جب ظہر ادا ہو چکی ہو اور عصر کا اول وقت داخل ہو جاوے تو بعد دخول وقت عصر اسی جگہ اسی وقت عصر کو پڑھ لیوے تو ہر دو نمازیں جو اپنے اپنے وقت میں ادا ہوئیں محض صورت میں جمع ہوئی ہیں - نہ کہ وقتاً - معاذ اللہ حاشا للہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ذرہ بھر بھی اختیار نہیں تھا کہ کتاب اللہ المجید میں رتی بھر کمی بیشی کر سکیں تو عرفہ کے دن میں بھی یہی صورت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوئی - اور سفر میں بھی اشد ضرورت کے وقت ثابت ہوتی رہی - اور وقت سے اول آخر کرنے کا اختیار کسی طرح آپ کو نہیں دیا گیا - مطابق آیت فَاِذَا قَضَیْتُمُ الصَّلٰوۃَ فَاذْکُرُوا اللّٰہَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِکُمْ فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا - اگر جنب کی حالت ہو - اور وقت قضا کا خوف ہو تو سوائے غسل و تیمم کے بھی نماز پڑھنے کا جنب کے ساتھ ہی حکم ہے

وقت کے اندر مطابق آیت وَلَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ الآیۃ الی وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِیْ سَبِیْلٍ حَتّٰی تَغْتَسِلُوْا اور وَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُکْبَانًا کے ہرگز ہرگز جمع وقت سے آگے یا پیچھے جائز نہیں ہے۔ صرف جہاں کہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے جمع کا صحیح بیان ہوگا۔ وہاں صرف جمع صوری ہی ہوگی۔ اور بس۔ اور عرفات میں بھی یہی صورت ثابت ہے یعنے جمع صوری اور بس۔ باقی مغرب و عشار کا پڑھنا مزدلفہ میں مشعر الحرام کے نزدیک وہ بھی صاف عبارت قرآن مجید ہی سے ثابت ہے۔ کَمَا قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فَاِذَا اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفَاتٍ فَاذْکُرُوا اللّٰہَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ وَاذْکُرُوْہُ کَمَا ھَدٰیکُمْ اس جگہ فاذکروا اللہ سے مراد بلاریب نماز مغرب اور عشار ہیں۔ کیونکہ اگر مطلق ذکر مراد لیا جاوے تو معاذ اللہ حاشا یئہ یہ معنے ہوگا کہ جب عرفات سے چلو مزدلفہ یعنے مشعر الحرام کی طرف تو راستہ میں اللہ جل شانہ کا نام مت لینا مزدلفہ میں جا کر لینا۔ تو یہ معنے سراسر باطل و مردود ہے۔ کیونکہ اس دن میں تو تکبیر و تہلیل و تحمید و [illegible] مزدلفہ تک اذکار ہی اذکار ہوتے ہیں۔ ماسوائے اذکار کے اور کوئی بات ہی نہیں ہوتی جو بیفائدہ و فضول ہو تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو تعلیم ربانی فَاذْکُرُوا اللّٰہَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ سے بلاریب خاص یہی ہوئی ہے کہ عرفات سے چل کر مزدلفہ ہی میں جا کر نماز مغرب کو پڑھنا۔ جس وقت وہاں جانا ہو سکے خواہ قبل عشا یا بعد وقت دخول عشاء۔ ہاں اگر کسی اتفاق سے حجاج لوگ ریل گاڑی میں سوار ہو کر بزودی مزدلفہ میں پہنچ جاویں تو وہاں نماز مغرب اور وقت مغرب موجود ہو تو پھر بھی سستی کر کے جان بوجھ کر اس وقت کی نماز کو

نوٹ۔ جو سوال مطلق مزدلفہ کی نسبت جمع کیا گیا ہے وہ غلط ہے۔ نماز جمع ہوتی ہے مزدلفہ میں اس جگہ کے قریب جس کا نام مشعر الحرام ہے ماسواسطے ہم نے جواب میں مشعر الحرام کا ذکر کیا ہے مطلق مزدلفہ کا ذکر نہیں کیا۔ (حاشیہ چکڑالوی)

نہ پڑھیں۔ اور بعدہٗ مغرب کو قضا کر کے عشاء کے ساتھ ملا کر پڑھیں۔ تو بلا ریب اس حالت میں ایسا جمع ناشروع و نامعروف ہوگی یعنے مخالف کتاب اللہ المجید کے ہوگی۔

جزء (ب) سوال نمبرہ کے متعلق مسئلہ ششم کا جواب۔ گدہا وجنس گدہا خچر وغیرہ جو اس قسم کا کوئی جانور ہو اُس کی حرمت بھی خاص الفاظ قرآن مجید میں سے ہی ثابت ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ مَثَلُ الَّذِیْنَ حُمِّلُوا التَّوْرَاةَ ثُمَّ لَمْ یَحْمِلُوْهَا کَمَثَلِ الْحِمَارِ یَحْمِلُ اَسْفَارًا بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِ اللہِ الاٰیۃ۔ عہ قرآن مجید میں وہ وہ چیزیں حرام ہوئی ہیں جو کہ قوت ملکی کو مضر ہیں مطابق قُلْ لَّآ اَجِدُ فِیْمَآ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا الاٰیۃ الیٰ فَاِنَّہٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقٌ عہ کے یعنے جو چیز رجس ہو یا فسق ہو وہی چیز حرام ہے ماسوائے اس کے اور کوئی چیز حرام نہیں ہے۔ طعام کے بارہ میں چونکہ گدہا بھی رجس میں داخل ہے۔ اسی واسطے مکذبین کو اُس کے ساتھ تمثیل دی گئی جیسا کہ مقتہیرا اور جنس خنزیر بھی رجس ہیں۔ اور قوت ملکی کے قاتل ہیں۔ اسی طرح گدہا بھی چونکہ [illegible] فاسقین کو اس کے ساتھ تشبیہ و تمثیل دی ہے۔ اگر کوئی سوال کرے کہ لفظ حُرمت کا قرآن میں سے دکھاؤ۔ گدہا کے بارہ میں تو جواب یہ ہے کہ سائل پر فرض ہے کہ شراب و جوا۔ کی حرمت کا لفظ قرآن میں دکھلائے۔ اگر سائل لفظ حُرمت شراب و جوا کے بارہ میں قرآن مجید سے ثابت کرے۔ تو اس جگہ بھی لدہے کی رجس کی ثبوتی کے واسطے لفظ حرمت کا دکھانا ضروری ہوگا۔ اس قسم کے الفاظ آپس میں استرادف ہوتے ہیں۔ خواہ حُرمت کا لفظ ہو خواہ رجس کا لفظ ہو خواہ مِنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ کا لفظ ہو۔ جہاں کہیں قوت ملکی کے مضر و قاتل کا ذکر ہوگا۔ وہ بلا ریب عنداللہ ممنوع و ناشروع ہی ہے۔ وَالسَّلَامُ

عہ جن لوگوں کو توریت یا کسی آسمانی کتاب کی تعلیم دی گئی ہو پھر انہوں نے اس پر عمل نہ کیا ہو وہ گدہے اور اُن تمام جانوروں کی مانند ہوتے ہیں جو جن والنس کی قوت ملکی کے قاتل ہونے میں گدہے جیسے ہیں۔ بہت بری مثال ہے ان لوگوں کی جو کتاب الٰہی کی تکذیب کرتے ہیں۔ (حاشیہ چکڑالوی)

عہ قرآن مجید میں لفظ فِسْقًا دو زبری ہے چکڑالوی کے قرآن میں شاید فِسْقٌ پیش سی ہوگا۔ (ابو سعید)

سوال پنجم کا جواب الجواب منجانب خاکسار

جواب سوال نمبر ۵ میں مجیب نے احکام اور مسائل قرآن کے دو نمبر بتائے ہیں۔ نمبر اول تبیان۔ نمبر دوم تفصیل اور اس کی شرح زبانی تقریر میں کی تو یہ کہا کہ نمبر تبیان اعلےٰ درجہ کے ذہین اور فہیم لوگوں کے لئے ہیں۔ اور نمبر تفصیل ادنےٰ درجہ کے لوگوں کے واسطے جو نہایت غبی اور کم فہم ہوتے ہیں۔ اور پھر کہا کہ جو مسئلہ نہ قرآن کی نمبر تبیان میں ہو اور نہ نمبر تفصیل میں وہ دین سے خارج ہے۔ گو حدیث متواتر میں ہو۔ اور اسپر انہیں دو آیتوں (تِبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ وَتَفْصِيلَ كُلِّ شَيْءٍ) کو جسکو بار بار مجیب زبان او قلم میں لاتا ہے۔ اور ان کا مطلب کچھ نہیں سمجھتا دلیل ٹھہرایا ہے۔ ہم اس کے جواب میں کچھ زیادہ کہنا نہیں چاہتے۔ جو کچھ جواب سوال اول کے متعلق کہہ چکے ہیں صرف اسی کو پیش کرنا کافی سمجھتے ہیں۔ مجیب صرف اذکار و ارکان نماز و مقدار نصاب زکوٰۃ کے متعلق امور مستفسرہ

سابق کے ثبوت میں پہلے نمبر تبیان کو پیش کرے۔ پھر نمبر تفصیل کو مثلاً سورہ فاتحہ کی فرضیت یا وجوب نمبر تبیان کی فلاں آیت میں ہے۔ اور نمبر تفصیل کی فلاں آیت میں اگر دونوں نمبروں میں فرضیت و وجوب سورہ فاتحہ کا پتہ نہ لگے تو صاف الفاظ میں اقرار کرے کہ نماز میں سورہ فاتحہ کے پڑھنے کو فرض یا واجب کہنا دین اسلام سے خارج ہے یا صاف الفاظ میں یہ اقرار کرے کہ سورہ فاتحہ کا فرض یا واجب ہونا قرآن کے کسی نمبر میں نہیں ہے۔ اور یہ مسئلہ حدیث ہی میں آیا ہے۔ اور ایسے مسائل کو خارج از دین کہنے میں مجھ سے غلطی ہوئی ہے۔ اِس قسم کا جواب وہ ہر ایک مثال کے متعلق جو ہم نے سوال اول میں پیش کئے ہیں دے۔

تشریحی و ضمنی سوالات کا جواب الجواب منجانب خاکسار

جواب جزء (الف) سوال پنجم۔ مجیب نے دعوےٰ تو یہ کیا ہے کہ وہ

92

احکام جو قرآن میں نہ ہوں گو حدیث متواتر میں ہوں وہ دین سے خارج ہیں۔ مگر اس کا ثبوت کچھ نہیں دیا۔ آیت اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ کو پیش کر کے صرف یہ ثابت کیا ہے کہ وہ اس آیت کا مطلب نہیں سمجھتا۔ اور یہ نہیں جانتا کہ یہ آیت اُس وقت نازل ہوئی تھی جبکہ خدا تعالےٰ نے اپنے دونوں وحیوں جلی اور خفی یا یوں کہو کہ متلوّ یا غیر متلوّ کے ذریعہ سے احکام دین کی تکمیل کر دی تھی۔ انحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا احکام دین میں وحی خفی کے ذریعہ سے کچھ فرمانا بھی اِس تکمیل کی ایک صورت ہے۔ آیت بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ - وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی جس کو مجیب نے جواب سوال دوم میں نقل کیا ہے۔ اس امر کے مصدق ہیں۔ مجیب اِس تکمیل کے معنے نہ سمجھے تو کس کا قصور۔

مسائل ستّہ کا جواب الجواب منجانب خاکسار

جو دعوے [illegible] مسئلہ اول کے جواب میں جو مجیب نے کہا ہے اُس میں اپنے نادان پیروان کو دھوکہ دیا ہے۔ دعوے تو یہ کیا ہے کہ بیوی کی پھوپھی اور خالہ کو بیوی کے ہوتے نکاح میں لانے کی حرمت الفاظ قرآن سے ثابت ہے اور اُس کے ثبوت میں کوئی لفظ قرآن جس میں خالہ اور پھوپھی کا ذکر ہو پیش نہیں کیا۔ بجائے اس کے یہ کہا ہے کہ الف لام الاختین میں جس کا ترجمہ دو بہنیں ہیں عہدی جنسی ہے جس کے معنے مثل کے ہیں۔ اور پھر کہا ہے کہ آیت کے معنے یہ ہوئے کہ جو دو عورتیں بہنوں کی مثل باہم قرابت رکھیں اُن کو نکاح میں جمع کرنا حرام ہے۔ اور کہا کہ اس حکم کی علت اہل قرابت پر احسان کرنا ہے۔ لہٰذا جن دو عورتوں میں قرابت پائی جاوے گی وہ بھی مثل دو بہنوں کے حرام ہونگی۔ اور بڑے فخر سے یہ بھی دعوے کیا ہے کہ یہ علت پھوپھی اور خالہ کی زوجہ کے علاوہ دادی اور نانی میں بھی پائی ان

رکھتا ہے۔ اور حدیث آنحضرت کی مزید تشریح و تفصیل کو قرآن پر زیادتی سمجھ کر قبول نہیں کرتا۔ اور باوجود دعوئے ترک تقلید وہ علماء غیر معصومین کی تقلید کرتا ہے۔ اور نبی معصوم کی تقلید کو جائز نہیں رکھتا۔

مجیب سے ہم کو امید نہیں کہ وہ ان سوالات کا جواب باصواب دے۔ لہذا ان سوالات کا جواب ہم خود دیتے ہیں۔ اور پیروان مجیب پر ظاہر کرتے ہیں کہ مجیب نے ان کو دھوکھ دیا ہے اور جو کچھ کہا ہے خلاف واقع کہا ہے۔ جواب نمبر ۱-۲- الاختین میں الف و لام کا عہدی و جنسی ہونا نہ الفاظ قرآن سے ثابت ہے۔ نہ اقوال علماء عربیت سے۔

مجیب اس کے ثبوت میں ایک آیۃ قرآن یا ایک قول علماء عربیت پیش کرے تو فی آیت اور فی قول دس روپیہ ہم سے انعام لے۔

جواب نمبر ۳۔ [illegible] نہیں کہا کہ عہدی اور جنسی الف لام ایک ہی ہوتا ہے۔ بلکہ اُن کی کلام میں صاف تصریح ہے کہ عہدی اور ہے اور جنسی اور ہے جو آپس میں مقابلہ رکھتے ہیں۔ جس کی تفصیل جواب نمبر ۴ میں ہوگی۔

جواب نمبر ۴۔ عہدی وہ لام ہے جس سے کسی خاص شخص کی طرف اشارہ ہو۔ جو ذہن متکلم میں یا خارج میں مخاطبوں کے نزدیک مقرر و معہود ہے جیسے آیت وَقَالَ الرَّسُولُ يَا رَبِّ إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هَٰذَا الْقُرْآنَ مَهْجُورًا میں رسول سے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مراد ہیں۔ اور آیت فَلَمَّا جَاءَهُ الرَّسُولُ قَالَ ارْجِعْ إِلَىٰ رَبِّكَ میں رسول سے وہ آدمی مراد ہے جو شاہ مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف بھیجا تھا۔ اور جنسی لام وہ ہے جس سے اس کے مدخول کے نفس حقیقت اور ذات پر حکم مراد ہوتا ہے۔ نہ کسی شخص یا جملہ اشخاص پر جیسے آیت وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْأُنْثَىٰ میں یہ مراد ہے کہ مرد کی ذات عورتوں کی ذات جیسی نہیں

۹۴

ہوتے یعنے مرد کی ذات افضل ہوتی ہے۔ علماء عربیت نے اِس کو یوں ادا کیا ہے (اَلرَّجُلُ خَیْرٌ مِّنَ الْمَرْأَۃِ) یعنے مرد کی ذات عورت کی ذات سے بہتر ہوتی ہے۔ ان دونوں کے مقابلہ میں ایک الف ولام استغراقی ہوتا ہے۔ جس سے جملہ اشخاص اس کے مدخول کی مراد ہوتے ہیں۔ اس کی مثال آیت (اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ) ہے جس کے معنے یہ ہیں کہ تمام افراد و اشخاص انسان خسارہ میں ہیں۔ بجز اُن لوگوں کے جو ایمان لائے اور اُنہوں نے اچھے اعمال کئے ان تعریفوں سے ناظرین و سامعین سمجھ دار سمجھ جائیں گے کہ یہ تینوں لام آپس میں مقابلہ رکھتے ہیں۔ اور ایک دوسرے کے معنے میں نہیں ہیں[۵]۔

جواب نمبر ۵۔ اِس آیت میں الاختین میں جو الف لام وارد ہے استغراقی ہے جس کے یہ معنے ہیں کہ تمام حقیقی دو بہنوں کو خواہ زید کی ہوں یا عمر کے یا بکر کے وغیرہ وغیرہ کی نکاح میں جمع نہ کرو۔ کوئی مسلمان عربی دان مفسر یا محدث اسکا قائل نہیں ہے کہ یہ لام عہدی اور جنسی ہے۔

---

۵ مجیب نے اپنے جوابات کو چھپوا کر مشتہر کیا تو اسکے صفحہ ۸ میں یہ حاشیہ درج کیا (عہدی سے مراد تعریفی ہے یہ دونو لفظ آپس میں مترادف ہیں) جس سے مجیب نے بخوبی ثابت کر دیا کہ وہ علوم عربیت اور اصول وغیرہ سے محض کورا۔ اور بے بصیرت ہے۔ اور عہدی جنسی و استغراقی کے معنے سے بالکل بے خبر و ناواقف ہے۔ عہدی کے معنے تعریفی کرنا اور ان دونو الفاظ کو مترادف کہنا صاف اقرار کرنا ہے۔ کہ مجیب تعریف کے معنے بھی نہیں جانتا۔ جیسا کہ عہدی جنسی کے معنے نہیں جانتا۔ اِس کے بے علم پیرو اگر صرف ایک اسی مسئلہ کی علماء عربیت سے تحقیق کریں۔ کہ تعریف کیا معنے ہیں۔ اور جنسی و عہدی سے کیا مراد ہے۔ تو یقین ہے کہ پھر وہ مجیب کو بے علم اور علوم عربیہ و ادبیہ سے عاری سمجھ کر اس کی دام تزویر سے نجات پا دیں۔ مگر افسوس صد افسوس کہ حق کے طالب بہت کم ہیں۔ اور اکثر ہٹ دہرمی میں مبتلا۔ اور اس مقولہ کے مقلد و شیدا ہیں۔ "پیر من خس است
اعتقاد من بس است"

ہے۔ اس لئے ان دونو کا پوتی اور نواسی کے ساتھ نکاح میں جمع کرنا بھی بحکم الفاظ قرآن حرام ہے۔ اِس دعوے میں مجیب گویا یہ جتاتا ہے کہ یہ حکم الفاظ قرآن سے ماخوذ بدولت ہی نکالا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خیال میں نہیں آیا۔ اس وجہ سے یہ حکم حدیث میں وارد نہیں ہوا۔ اِس دعوے کو سُن کر مسلمانوں کے جو ذرہ بھی علوم وکتب اسلام قرآن وحدیث وفقہ واصول میں نظر رکھتے ہیں۔ اور اسلامی جوش و حمیت بھی اُن میں ہے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ کہ مجیب کس دلیری سے اپنے نادان پیروان کی آنکھوں میں خاک ڈال کر اُن کو پیروی اسلام سے ہٹانا اور آنحضرتؐ پر فوقیت ظاہر کرکے اُن نادانوں کو اپنا پیرو بنانا چاہتا ہے۔ اُن لوگوں میں کچھ بھی خدا کا خوف ہو۔ اور ذرہ بھی ایمان ہو تو وہ اس سے سوالات ذیل کریں :۔

(۱) قرآن مجید میں جو الاختین پر الف لام وارد ہے اُس کا عہدی اور جنسی ہونا قرآن مجید کے نمبر تبیان یا نمبر تفصیل میں بیان ہوا ہے۔ یا کلام علماء عربیت میں۔ اگر وہ قرآن میں بیان ہونے کا دعوے کرے تو اُس سے یہ سوال نمبر ۲۔ کریں کہ اِس آیت کا جس میں یہ مسئلہ بیان ہوا ہے قرآن کے نمبر تبیان یا تفصیل سے پتہ بتاوے اور یہ کہے کہ کلام علماء عربیت میں یہ بیان ہوا ہے تو اُس سے یہ سوال نمبر ۳ کریں کہ کس عالم عربیت کی کس کتاب میں بیان ہوا ہے کہ الف لام عہدی اور جنسی ایک ہوتا ہے۔ پھر یہ سوال نمبر ۴ کہ عہدی کے کیا معنے اور جنسی کے کیا معنے ہیں۔ پھر جو معنے وہ بیان کرے اس پر یہ سوال نمبر ۵ کریں کہ کس عالم عربیت نے کہا ہے کہ آیت میں وہ ہی معنے مراد خداوندی ہیں۔ پھر یہ سوال نمبر ۶ کہ کس عالم عربیت مفسر یا محدث یا فقیہ وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ اِس آیت میں جنس سے نسل مراد ہے۔ پھر یہ سوال نمبر ۷۔ کہ کیا یہ نسبت صرف بیوی کی پھوپھی یا خالہ میں پائی جاتی ہے۔ اور بیوی کی چچازاد بہن یا پھوپھی یا خالہ زاد بہنوں میں پائی

نہیں جاتی - اگر پائی جاتی ہے تو پھر یہ سوال نمبر ۸ - کریں کہ اِس صورت میں بیوی
کی چچا زاد و خالہ زاد و پھوپھی زاد بہنوں کو پھوپھی کے ساتھ جمع کرنا کیوں حرام نہیں ہوا
اگر اُن کے حرام ہونے کا دعوےٰ کرے پھر یہ سوال نمبر ۹ کریں - کہ اِس کا کوئی اور مسلمان
عالم عربیت قائل ہے کہ بیوی اور اُس کی چچا زاد پھوپھی زاد بہن کو نکاح میں جمع کرنا حرام ہے
پھر سوال نمبر ۱۰ - کریں کہ ایک حکم کی علت نکال کر - اس علت کی نظر سے دوسری
چیز کو اس کی مثل قرار دینا اور اُسکا حکم دوسری چیز کی طرف متعدی کرنا نص والفاظ
قرآن سے استدلال ہے - تو پھر قیاس کس چیز کا نام ہے - جس کے ائمہ اربعہ قائل
ہیں اور مجیب منکر - پھر سوال نمبر ۱۱ - کریں کہ اگر سوال نمبر ۳ - لغات نمبر ۹ - کے
جواب میں علماء عربیت کی شہادت موافق مدعائے مجیب پائی جاوے (جو فی الواقعہ
پائی جانی ناممکن ہے - اور علماء عربیت سے ایک بھی نہ نکل سکے گا - جو مجیب کا ہم
صفیر ہو گا -) تو کیا اِس سے یہ ثابت نہ ہو گا کہ اِس حکم حرمت جمع زوجہ و خالہ زوجہ کی
تفصیل [illegible] جاتی اور کیا
اس سے اصل مذہب مجیب کہ قرآن بذات خود مفصل و مشرح ہے باطل نہیں ہوتا ؟
پھر یہ سوال نمبر ۱۲ - کہ اس بات کو کہ (یہ تفصیل علماء عربیت سے کی ہے - اور قرآن
اِس سے خالی ہے) تسلیم کرنے کی صورت میں کیوں جائز بلکہ واجب نہیں کہ یہ تفصیل
آنحضرت صلعم کی حدیث لا تنکح المرأۃ علیٰ عمتہا ولا علےٰ خالتہا (یعنے کسی عورت کو اسکی
پھوپھی اور خالہ کے ہوتے نکاح میں نہ لانا چاہیئے) سے اخذ کیا جائے - اور یہ حدیث
اِس آیت قرآن وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ کی مزید تشریح اور اُسکے عموم کی تخصیص
قرار دی جائے - جیسا کہ تمام علماء اسلام کا اعتقاد و قرار داد ہے - کیا علماء عربیت کا
رتبہ مجیب کے نزدیک آنحضرت اور اُن کی حدیث کے رتبہ سے بڑھ کر ہے - کہ وہ ان
علماء کی مزید تشریح کو قبول کرتا ہے - اور حکم مجمل قرآن کی تفصیل اُن کے قول سے جائز

جواب نمبر ۶ - جنس سے مثل مراد لینا کسی عالم عربیت کے نزدیک جائز نہیں - جنس سے بجز حقیقت کوئی شخص مراد نہیں ہوتا۔ مثلیت کس کی اور کیسی -

جواب نمبر ۷ - ۸ - ۹ - بیوی کی چچازاد اور خالہ زاد - اور پھوپھی زاد بہن محل قرابت و احسان ہونے میں بیوی کی مثل ہے - بلکہ عرف میں ان کو آپس میں بہنیں کہا جاتا ہے - و معہذا ان کا نکاح میں جمع کرنا حرام نہیں ہے - اور کوئی مسلمان حرمت کا قائل نہیں -

جواب نمبر ۱۰ - کتب اصول فقہ میں صاف بیان ہے کہ ایک حکم کی علت نکالنا اور اُس کی علت کی نظر سے اُس کی مثل ٹھیرانا - اور ایک کا حکم دوسرے میں لیجانا بھی قیاس ہے -

جواب نمبر ۱۱ - صاف ظاہر ہے مجیب اگر قرآن مجید سے یہ تفصیل نہ نکال سکے - اور اس تفصیل و مزید تشریح کے ثبوت میں اقوال علماء کو بھی پیش کرے تو اس سے بجز اسکے کیا ثابت ہوگا کہ قرآن اس تفصیل خالی ہے - اور وہ بذات خود مفصل و مشرح نہیں ہے - گو مجیب ہٹ دھرمی سے اُسکا اقبال نہ کرے - اور پھر بھی قرآن کو مفصل و کہے جائے -

جواب نمبر ۱۲ - سے بھی صاف ظاہر ہے مجیب اگر یہ تفصیل قرآن کریم سے ثابت نہ کر سکے اور اُس کے ثبوت میں اقوال علماء عربیت کو پیش کرے تو اس صورت میں نہ صرف جائز بلکہ اُسپر واجب ہے کہ وہ حکم قرآنی وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ کو عام و غیر مشرح انکر حدیث لا تنکح المراۃ علی عمتها ولا علی خالتها کو اس حکم قرآن کی تخصیص و مزید تشریح و تفصیل قرار دیکر قبول کرے - اور آنحضرت کی تقلید کو تقلید علماء عربیت سے احق و اقدم سمجھے -

سوال اوّل کے جواب میں جو مجیب نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر دادی اور

- 95

نانی کے ساتھ پوتی اور نواسی کو جمع کرنے کی ممانعت کا حکم نکالا ہے۔ یہ ایجاد بندہ ہے۔ مگر سراسر گندہ اسکا صاف یہ مطلب ہے کہ دادی اور پوتی نانی اور نواسی کو صرف جمع کرنا حرام ہے۔ یکے بعد دیگرے نکاح میں لانا درست ہے۔ مجیب کو معلوم نہیں کہ بیوی کی دادی اور نانی کو بیوی کے فوت ہوجانے کے بعد بھی نکاح میں لانا حرام ہے۔ اول حکم نص وَاُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ سے ثابت ہے۔ کیونکہ لفظ ام دادی اور نانی کو بھی شامل ہے جیسے لفظ اب دادا کو شامل ہے۔ اسی وجہ سے دادی اور دادا حکم میراث میں ما۔ باپ کے ساتھ شامل ہیں۔ اور دوسرا حکم آیت وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِیْ فِیْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِیْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ سے ثابت ہے۔ مجیب کی ڈاڑھی اس دعوے میں سفید ہوئی ہے۔ کہ میں قرآن جانتا ہوں۔ اور قرآن پڑھتا ہوں۔ مگر آج تک اُس نے اتنا نہ جانا کہ ام کا لفظ جدہ کو شامل ہے۔ اور ربائب کا لفظ پوتی اور نواسی کو شامل ہے۔ اس فہم واجتہاد پر یہ دعوے کہ میں نے ایسا مسئلہ قرآن مجید سے نکالا ہے۔ کہ جس کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نہیں سمجھا۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ ۔

پیروان ومتبعان مجیب جو علوم ومسائل اسلام سے واقف نہیں حسبتہً للہ کسی عالم عربیت سے جو کتب دینیہ حدیث تفسیر وغیرہ میں نظر رکھتا ہو۔ دریافت کریں کہ لفظ ام جو آیت وَاُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ میں وارد ہے بیوی کی دادی یا نانی کو شامل ہے یا نہیں اور ربائب جو آیت وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِیْ فِیْ حُجُوْرِكُمْ میں وارد ہے بیوی کی پوتی یا نواسی کو شامل ہے یا نہیں۔ اور یہ حکم کہ بیوی کی پوتی اور بیوی کی دادی کو نکاح میں لانا جائز نہیں نص والفاظ قرآن سے ثابت ہے یا نہیں۔ ان سوالات کا جواب علماء وقت سے وہ ہمارے بیان کے مطابق پاویں تو پھر مجیب کے اتباع سے دست بردار ہوجائیں۔ اور یقیناً جان لیں کہ یہ شخص محض جاہل ہے۔ اور اُس کا اجتہاد محض الحاد وفساد ہے۔ نہ یہ قرآن کے معنے جانتا ہے۔ نہ علوم عربیہ میں دخل رکھتا ہے

نہ کتب دینیہ تفسیر وحدیث میں کبھی اُس کی نظر پڑی ہے۔ صرف من گھڑت زٹلیات سُنا کر ان لوگوں کو گمراہ کر رہا ہے اور یہ کہہ رہا ہے کہ میں قرآن کے ایسے معنے بیان کرتا ہوں جو پہلے کسی مسلمان مفسر یا محدث نے بیان نہیں کئے۔ تس پر وہ اور اُس کے نادان پیرو فخر کر رہے ہیں۔ اور اتنا نہیں جانتے کہ ایسی باتوں کے قبول کرنے سے تو آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم منع کر گئے چنانچہ آپ اپنے اصحاب کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں :۔

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکون فی اخر الزمان دجالون کذابون یاتونکم من الاحادیث بما لم تسمعوا انتم ولا اباءکم فایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم رواہ مسلم [illegible]	آخری زمانہ میں دجال کذاب لوگ تم کو ایسی باتیں سُنائیں گے جو تم نے سُنی ہوں نہ تمہارے باپوں (اسلاف صالحین) نے اُن لوگوں سے بچ کر رہنا۔ وہ تم کو گمراہ نہ کردیں۔ اور بلا میں نہ ڈالیں۔ لہذا ایسی [illegible] ہیں قابل فخر۔

ہم اس مقام میں بعض تفاسیر کی عبارات اِس مسئلہ نکاح دادی و پوتی کے متعلق نقل کرتے ہیں۔ شائد اسی سے ان لوگوں کو ہدایت نصیب ہو۔ اور دام تزویر مجیب سے نجات ملے۔

وامھات نسآئکم وفیہ مسئلتان المسئلۃ الاولی تدخل فی ھذہ الایۃ الامھات الاصلیۃ وجمیع جداتھا من قبل الاب والام تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۲۷۲	تفسیر کبیر میں بذیل آیۃ وامھات نسائکم لکھا ہے۔ کہ اس آیت میں دو مسئلہ لائق بیان ہیں۔ ایک یہ کہ اس آیت میں اصل مائیں۔

اور جملہ دادیاں نانیاں داخل ہیں۔ اور تفسیر فتح البیان میں ہے :۔

واعلم انہ یدخل فی لفظ الامھات امھاتھن وجداتھن وام الاب وجداتہ وان علون لان کلھن امھات	جان لو کہ لفظ امّہات میں مائیں دادیاں۔ نانیاں خواہ کتنی ہی اوپر کی جانب میں ہوں سب داخل ہیں کیونکہ وہ اپنی اولاد

لمن ولدنہ وان سفل - فتح البیان جلد ۲ - صفحہ ۲۰۴ - ؛
فتحرم علی الناکح امہات المنکوحۃ وجدّاتہا وان علون من الرضاعۃ والنّسب معالم التنزیل صفحہ ۲۱۸ -

کی جن کو جنا ہے مائیں ہیں - ؛
اور تفسیر معالم میں ہے کہ ناکح پر منکوحہ کی مائیں اور دادیاں خواہ کتنی ہی اوپر کیجانب کی ہوں دودھ پلانے سے ہوں - خواہ نسب سے صرف نکاح ہو جانے سے حرام ہو جاتی ہیں - ؛

ان عبارات سے صاف ثابت ہے کہ جب کوئی عورت کسی کے نکاح میں آوے تو اس عورت کی دادی اور پوتی بحکم الفاظ قرآن اس کے نکاح میں آنی حرام ہو جاتی ہیں عورت کی موجودگی میں ہو خواہ بعد وفات و فراق بہ طلاق - اور مجیب کا یہ دعوےٰ کہ صرف عورت کی موجودگی کے وقت اُس کی دادی اور پوتی کا نکاح میں آنا حرام ہے - اور یہ حکم صرف مجیب کا اپنا اجتہاد ہے نہ الفاظ قرآن کا محض کذب و الحاد ہے ؛

مسئلہ اوّل متعلق جزء ب کے جواب میں مجیب کی جرأت و جسارت پر کمال تعجب ہے کہ جس حکم سے قرآن مجید ساکت ہے اور اس کی مزید تشریح و تفصیل صرف آنحضرت کی حدیث لاتنکح المرءۃ علی عمّتہا ولا علےٰ خالتہا میں آئی ہے یعنے بیوی کی پھوپھی اور خالہ کو اُس کے ساتھ نکاح میں جمع نہ کیا جائے - اِس حکم کو حکم الفاظ قرآن قرار دیا - اور اُس کا کوئی ثبوت پیش نہ کیا بلکہ اُس میں اپنے اجتہاد ناروا سے کام لیا - اور اس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث مذکور کی طرف رجوع نہ کیا - بلکہ اس کو قرآن پر زیادتی کرنے والی قرار دیکر اُس کو قبول نہ کیا اور اُس کے مقابلہ میں اپنے اجتہاد سراپا الحاد کو مقدم کیا - اور جو حکم منصوص قرآن تھا کہ جب کوئی عورت نکاح میں آوے تو اُس کی دادی اور پوتی کو کبھی نکاح میں نہ لایا جائے - اِس سے آنکھ بند کر کے بجائے اِس کے یہ حکم تجویز کیا کہ بیوی کے نکاح میں ہونے کی حالت میں اُس کی دادی اور پوتی سے نکاح نہ کیا جائے - اور اُسکو بھی اپنے اجتہاد کا نتیجہ قرار دیکر یہ حکم جتایا کہ جو

اُس نے اپنے اجتہاد سے تجویز کیا ہے وہ نہ خدا تعالیٰ کو بیان کرنا سوجھا - نہ اُس کے رسول کے خیال میں آیا ہے - اور اُس کے فہم و اجتہاد کو وہ رتبہ حاصل ہے - کہ وہ احکام قرآن پر زیادتی کر سکے یہ رُتبہ آنحضرت اور اُن کی حدیث کو حاصل نہیں ہے - یہ وہی بات ہو ئی جس کی ذیل کے بیت میں حکایت ہوئی ہے ؎

پری نہفتہ رُخ و دیو در کرشمہ و ناز ✤ بسوخت عقل زحیرت کہ ایں چہ بو العجبیت

مسئلہ دوم و سوم متعلق جزء ب سوال پنجم کے جواب میں بھی جو کچھ مجیب نے کہا ہے اس میں بھی اپنے بے علم پیروان کو دہوکھ دیا ہے - اور ایسے اسی قسم کے سوالات وارد ہو سکتے ہیں - جو جواب مسئلہ اوّل کے متعلق وارد ہوئے ہیں مثلاً

(۱) الف و لام آیت للذکر مثل حظ الانثیین کا عوض مضاف الیہ ہونا قرآن مجید میں بیان ہوا ہے - یا علماء عربیت کی کلام میں ؟

(۲) اگر قرآن میں ہے تو کس آیت میں ہے - اور اگر کلام علماء عربیت میں بیان ہوا ہے تو کس عالم کی کلام میں ہے - ؟

(۳) یہاں مضاف الیہ سے جنس مراد ہونا - (۴) پھر جنس سے مذہب و مشرب مراد ہونا کس آیت قرآن یا کس عالم عربیت کی کلام میں بیان ہوا ہے - یعنے کس آیت قرآن میں بیان ہے - یا کس عالم عربیت نے کہا ہے کہ اِس آیت میں لفظ جنس مقدر ہے - اور جنس سے مذہب مراد ہے - اور جو وارث اپنے مورث کا قاتل ہو یا مذہب میں اُس کا مخالف ہو جائے - وہ اُس کا ہم جنس نہیں رہتا - مجیب اگر ان سوالات کا جواب کسی آیت قرآن یا اقوال علماء سے دے تو ہم سے فی قول اور فی آیت دس روپیہ انعام لے - اور اگر وہ کوئی آیت یا قول پیش نہ کر سکے (اور ہرگز پیش نہ کر سکے گا - خواہ سالہا سال اس میں سرگرداں رہے) تو پھر وہ خود ہی اپنے دل میں شرم و انصاف کرے کہ کیا اس صورت میں اس کو لازم نہیں ہے کہ وہ اپنے اس اعتقاد فاسد و مذہب باطل

ہے کہ قرآن بنفس خود مفصّل و مشرّح ہے رجوع کرکے صاف اقبال کرے جیسا کہ تمام مسلمان اعتقاد رکھتے ہیں کہ قرآن میں مسئلہ دوم و سوم کا ذکر نہیں۔ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث لا یرث القاتل المقتول اور حدیث لا یرث المسلم الکافر لا الکافر المسلم نے احکام وراثت قرآن کی مزید تشریح کی ہے کہ قاتل مقتول کا وارث نہیں ہوتا۔ اور مسلمان کافر کا وارث نہیں ہوتا۔ اور نہ کافر مسلمان کا۔ اور اگر وہ بھا اقبال نہ کرے اور نہ آیات قرآن و اقوال علماء ہمارے سوالات کے جواب میں پیش کر سکے تو اُس کے پیران یقین کرلیں کہ دھوکھ باز عربی الفاظ مضاف الیہ وجنس وغیرہ بول کر ان نادانوں کو دھوکھ دے رہا ہے۔ اور کسی آیت یا قول علماء عربیت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اِس آیت میں جنس کا لفظ مقدر و مراد خداوندی ہے۔ اور جنس سے مشرب و مذہب مراد خداوندی ہے۔ اور جو وارث اپنے مورث کو قتل کر ڈالے یا مذہب میں اُس کا مخالف ہوجائے وہ اس کی جنس نہیں رہتا۔ قرآن مجید میں تو نہ لفظ جنس مذکور ہے نہ اُس کے معنے کسی لفظ قرآن سے مفہوم ہوتے ہیں۔

جنس سے منطقی اصطلاح کے مطابق وہ مفہوم کل مراد ہوتا ہے جس کے ماتحت مختلف انواع پائی جاتی ہوں۔ جیسے حیوان ہے کہ اُسکے ماتحت مختلف انواع انسان فرس حمار پائے جاتے ہیں جو سب کے سب آپس میں ہم جنس ہیں اور شرع کی اصطلاح میں جنس کا اطلاق نوع پر بھی پایا جاتا ہے۔ اور مختلف انواع و اصناف کو غیر جنس قرار دیا گیا ہے جیسے ایک حدیث میں گندم کی جنس گندم کو اور جو کی جنس جو کو قرار دے کر فرمایا ہے کہ

و اذا اختلف هذه الاجناس فبيعوا كيف شئتم۔ رواه مسلم (بلوغ المرام) وفی روایۃ لہ اذا اختلف هذه الاصناف (مشکوٰۃ شریف)	جب ایک چیز اور اُسکا بدل مختلف الاجناس ہوں مثلاً چاندی کے بدلے سونا۔ یا بالعکس ہو تو جس طرح چاہو کمی بیشی سے اس کا لین دین کرو۔ مگر دست بدست ہو۔

بنائے علیہ منطقی اصطلاح کی رو سے گدہے۔ گھوڑے۔ انسان کی ہم جنس ہیں اور شرع کی اصطلاح کے مطابق ایک انسان دوسرے انسان کا مومن ہو۔ خواہ کافر اس کا پیارا و مطیع فرزند ہو خواہ قاتل و دشمن ہم جنس ہے۔ اور کسی اصطلاح میں (منطقی ہو خواہ شرعی) انسان مومن انسان کافر کی ہم جنس ہونے سے خارج نہیں ہوتا۔

مجیب نے جو کافر و قاتل کو مسلمان مورث کے ہم جنس ہونے سے خارج کیا ہے تو یہ اس کی ملحدانہ من گھڑت زٹل ہے۔ اسپر نہ شریعت گواہ ہے نہ کلام علماء و عرب عرباء اس کی اس ملحدانہ اجتہاد پر اُس کے جاہل پیرو اُس کی تعریفیں کرتے اور اس کی دام میں پھنسے ہوئے یہہ کہتے ہیں کہ جو معنے قرآن کے چکڑالوی بیان کرتا ہے۔ یہ معنے کسی صحابی کسی تابعی کسی امام کسی مجتہد کسی محدث کو نہیں سوجھے۔ ہم سب مسلمان بھی مجیب کی اِس قسم کی باتوں کو ایسا ہی سمجھتے ہیں۔ اور اسی وجہ سے ان باتوں کو گمراہی و الحاد قرار دیتے ہیں [illegible] سمجھتے ہیں جو اس رسالہ کے صفحہ ۷۳ میں معہ ترجمہ منقول ہے۔

مسئلہ چہارم متعلق جزء ب سوال پنجم کے جواب میں جو کچھ مجیب نے

کہا ہے اُس میں بھی اپنے بے علم مقلدوں کو دھوکہ دیا ہے۔ اِس جواب میں مجیب نے کہا ہے کہ آنحضرت نے کچھ مال نہ چھوڑا تھا۔ جو کچھ آپ کے پاس تھا وہ اپنی حین حیات میں آپنے وقف و صدقہ کر دیا تھا۔ اور اس پر اس حدیث صحیح بخاری سے استدلال کیا کہ ما ترك رسول الله صلى الله عليه وسلم دينارًا ولا درهمًا ولا امة ولا عبدًا الا جعلها صدقة۔ اِس جواب میں دھوکہ یہ ہے کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مال کا صدقہ ہو جانا تو ہم نے خود مسئلہ چہارم میں بیان کیا تھا بلکہ اسی صدقہ کی نسبت سوال تھا کہ اگر قرآن بنفس خود مفصل اور شرح ہے۔ اور حدیث نبوی احکام قرآن کی مزید تفصیل نہیں کرتے تو بتاؤ کہ آں حضرت نے قرآن کی کس آیت کے حکم سے اپنے سارے